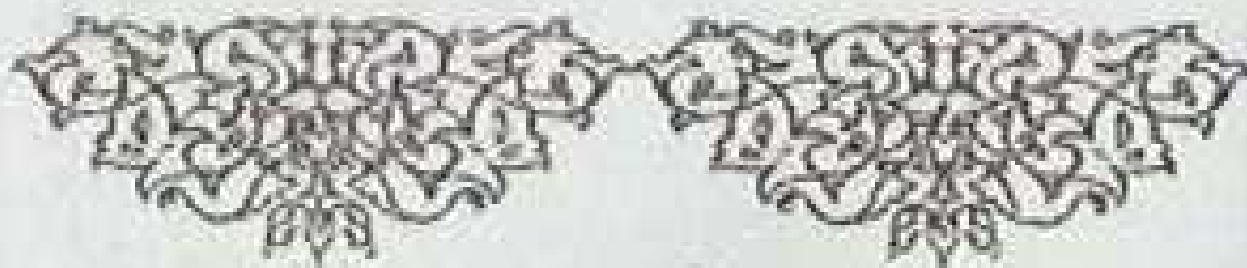


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہمارے حضور

فصل نمبر ۱۰۰

حضرت امجدیہ محمد فیض احمد اویسی



❖ فہرست ❖

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	ہمارے حضور ﷺ	07
2	دنیا کی حالت	08
3	حسب و نسب	09
4	ولادت باسعادت	09
5	عجائبات ولادت	09
6	دُرّ یتیم پیدا ہوئے	10
7	رضاعت	10
8	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات	10
9	قبر آمنہ کی بے حرمتی	11
10	دادا کا انتقال ہوا	11
11	ازدواجی زندگی	11
12	اعلان نبوت سے قبل	12
13	علمی خیانت	13
14	اولین مسلمان	13
15	عورتوں میں	14
16	دعوت اسلام	14
17	ہجرت حبشہ	14

15	نبوت کے چھٹے سال	18
15	نبوت کے ساتویں سال	19
15	نبوت دسویں سال	20
15	طائف کا سفر	21
16	جن مسلمان ہوئے	22
16	نبوت کے گیارہویں سال	23
18	نبوت کے تیرہویں سال	24
18	ہجرت مدینہ منورہ	25
18	امم معبد کی بکری	26
19	بکری کئی سال تک زندہ رہی	27
19	بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہا اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہوئے	28
19	مدینہ منورہ میں داخلہ	29
20	میزبان رسول ﷺ	30
20	بھائی چارہ	31
21	ہجرت مدینہ کے دوسرے سال کے چند اہم واقعات	32
21	تحويل قبلہ	33
21	نکاح سیدۃ النساء	34
21	غزوات و سرایا کا آغاز	35
22	جنگ بدر	36
22	ہجرت کے تیسرے سال	37

38	ہجرت کے چوتھے سال کے اہم واقعات	23
39	ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات	23
40	غزوہ خندق	23
41	واقعہ اُکک	23
42	ہجرت کے چھٹے سال کے اہم واقعات	24
43	ابو جندل کی آمد	25
44	حکمرانوں کی دعوت اسلام	25
45	حارث غسانی	27
46	ہوزہ	27
47	چند حکمران جو مسلمان	27
48	ہجرت کے ساتویں سال کے اہم واقعات	28
49	غزوہ خیبر	28
50	سیدہ لبی صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا	29
51	زہر دیا گیا	29
52	عمرۃ القضاء	29
53	عجیب اتفاق	29
54	ہجرت کے آٹھویں سال کے اہم واقعات	30
55	جنگ موتہ	30
56	مدینہ میں ہمارے حضور ﷺ نے جنگ کا مشاہدہ فرمایا	30
57	فتح مکہ	31

58	ہجرت کے نانویں سال کے اہم واقعات	34
59	غزوہ تبوک	34
60	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جائگاری	35
61	گمشدہ اونٹنی کی خبر دی	35
62	مسجد ضرار کو گرانے کا حکم	36
63	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا	36
64	وفود کی آمد	36
65	ہجرت کے دسویں سال کے اہم واقعات	39
66	حج الوداع فرمایا	39
67	علاقت شدید ہوئی	40
68	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے منتخب فرمایا	40
69	کفن مبارک	42
70	جنازہ مبارک	42
71	قبر انور	42
72	ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کا خاندان	43
73	اولادِ امجاد	43
74	ازواجِ مطہرات	44
75	اخلاقِ حسنہ	50
76	اختتام	72

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
اما بعد!

ارادہ ہوا کہ چھوٹے بچوں کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی مختصر سوانح اور سیرت پاک جمع کی جائے اس کتابچہ میں مضامین جمع کر کے اس نام کا رکھا "ہمارے حضور ﷺ" مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ بچوں کو یہ کتابچہ پڑھائیں بلکہ انہیں زبانی یاد کرائیں تاکہ بچے آگے چل کر اپنی زندگی سیرت رسول کریم ﷺ کے مطابق سنواریں۔

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاولپور پاکستان
الربیع الاول ۱۳۹۵ھ

دُنیا کی حالت

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل دُنیا کی حالت بہت خراب تھی بالخصوص عرب تو جہالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا دین ابراہیمی جو عرب کا اصلی دین تھا سوائے چند رسموں کے جن سے عقل سلیم کو قطع نظر ارشاد انبیاء علیہ السلام نہیں ہو سکتا عرب میں معدوم ہو گیا تھا۔ بنائے تو حیدر مومنا شرک و بت پرستی تھی۔ یہ یہود ان باطلہ و قاذور مطلق کی طرح اپنے حالات و احوال سے بے اعتنائی تھے۔ بعض اجرام فلکیہ آفتاب و مانتاب اور ستارگان کی پوجا کرتے تھے۔ بعض تشبیہ کے قائل تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی پوجا کرتے اور خدا کے ہاں ان کی شفاعت کے امیدوار تھے۔ شرک و تشبیہ کا کیا ذکر بعض کو تو خدا کی ہستی ہی سے انکار تھا وہ شب و روز شراب نوشی، قمار بازی، زنا کاری اور قتل و غارتگری میں مشغول رہتے تھے۔ قساوت قلب کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔ بتوں پر آدمیوں کی قربانی چڑھانے سے دریغ نہ کرتے۔ لڑائیوں میں انسانوں کو زندہ جلا دینا، عورتوں کا پیٹ چاک کرنا اور بچوں کو تہ تیغ کرنا عموماً جائز سمجھتے تھے ان کے درمیان جو یہود و نصاریٰ تھے ان کی حالت بھی دگرگوں تھی۔ ان کی کتابیں تبدیل ہو چکی تھیں یہود خدا کو مخلوق الہید (ہاتھ بندھا ہوا) اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ تین خدا مانتے تھے اور مسئلہ کفار و کی آرز میں اعمال حسنہ کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے۔

یہ حالت صرف عرب کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ تمام دنیا میں اسی طرح کی

تاریکی چھائی ہوئی تھی چنانچہ اہل فارس آگ کے پوجنے اور ماؤں کے ساتھ زنا کرنے میں مشغول تھے۔ اہل ترک شب و روز بستیوں کے تباہ کرنے اور بندگان خدا کو اذیت دینے میں مصروف تھے۔ ان کا دین بتوں کی پوجا اور ان کی عادت مقلوبات پر ظلم کرنا تھا۔ ہندوستان کے لوگ بتوں کی پوجا اور خود کو آگ میں جلانے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور نیوگ کو جائز سمجھتے تھے۔

یہ عالمگیر ظلمت اس امر کی مقتضی تھی کہ حسب عادت اہی ملک عرب میں جہاں دنیا بھر کے ادیان باطلہ و عقائد قبیحہ و اخلاق رذیلہ موجود تھے۔ ضرورت تھی کہ ایک ہادی تمام دنیا کے لیے مبعوث ہو۔ چنانچہ ہمارے رسول برحق ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے آنے سے دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ کائنات میں توحید خداوندی عام ہوئی۔

حسب و نسب

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب بن مناف کا اکیس واسطوں سے سلسلہ نسب عدنان تک جا پہنچتا ہے۔ آپ ﷺ اجداد الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدہ بی بی آمنہ بنت وہب بنتی تھا ہے۔

ولادت باسعادت

حضور اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاول (عام الفیل) ۵۷۰ء پر یل ۵۷۰ء بروز پیر مکہ مکرمہ میں فجر کے وقت ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آ رہے تھے پیدا ہوئے۔

عجائبات ولادت

حضور ﷺ نے دنیا پہ تشریف لاتے ہی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے

سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (جس سے آپ اپنے علم مرتبہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے) بدن بالکل پاکیزہ اور تیز کستوری کی طرح خوشبودار ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ، چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح نورانی، آنکھیں قدرتی سرگیں، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت درخشاں تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کے دادا عبدالمطلب کو جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اطلاع بھیجوائی۔ وہ حضرت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بیت اللہ شریف میں لے جا کر آپ کے لیے صدق دل سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ)

دُرّ یتیم پیدا ہوئے

آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت باسعادت سے تقریباً تین ماہ قبل (یثرب) مدینہ منورہ میں وفات پا گئے۔

رضاعت

حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دو یا تین ماہ تک دودھ پلایا پھر ابو لہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی ثویبہ نے چند روز یہ سعادت حاصل کی بعد ازاں حضرت سیدہ بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے بھاگ جاگے وہ آپ کو طائف کے علاقہ میں لے گئیں اور دو سال تک دودھ پلاتی رہیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات

آپ کی عمر چھ سال ہوئی تو والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ میں آپ کے دادا کے نہال بنو عدی بن نجار میں ملنے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت

کے لیے گئی تھیں۔ ام ایمن بھی ساتھ تھی۔ جب واپس آئیں تو راستے میں مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ (فقیر کو ابواء شریف سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار شریف کی حاضری نصیب ہوئی)

قبر آمنہ کی بے حرمتی

آہ نجد یوں نے بڑی بے دردی اور بے ادبی سے ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کی بے حرمتی کر کے گرایا اور ہڈ وزر چلائے پورے عالم اسلام میں نجد یوں کی اس حرکت پر احتجاج ہوا۔ مگر وہ اپنی گستاخی سے باز نہ آئے۔

دادا کا انتقال ہوا

آپ ۸ سال دو ماہ ۱۰ ایوم کے تھے کہ دادا حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ پھر آپ کے حقیقی چچا ابوطالب نے آپ کی کفالت کی ۱۲ سال دو ماہ ۱۰ ایوم کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کا سفر فرمایا مگر تینا کے مقام سے واپس لوٹ آئے۔

ازدواجی زندگی

۲۵ سال دو ماہ ۱۰ ایوم کی عمر میں حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ جبکہ اس وقت بی بی صلبہ کی عمر ۴۰ سال تھی۔

حجر اسود کی تنصیب و اعلان نبوت

اسی سال اہل مکہ (قریش) نے تعمیر کعبہ کیا اور حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا اتفاق کے ساتھ آپ کو حکم تسلیم کیا گیا۔

۴۰ کی عمر میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا تفصیل یوں ہے عرب جیسی قوم میں جس کی حالت اور پر بیان ہوئی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی بعثت تک ہر پہلو کے لحاظ سے بالکل بے لوث رہی آپ اخلاق حمیدہ سے متصف اور صدق و امانت میں مشہور تھے حتیٰ کہ قوم نے آپ کو صادق الامین کا لقب دیا ہوا تھا آپ مجالس لبو و لعب میں کبھی شریک نہ ہوئے۔ وہ افعال جاہلیت جن کی آپ کی شریعت میں ممانعت ہے، آپ کبھی ان کے مرتکب نہ ہوئے جو جانور بتوں پر ذبح کیے جاتے آپ ان کا گوشت نہ کھاتے۔ فسانہ گوئی شراب خوری قمار بازی اور بت پرستی جو قوم میں عام تھیں آپ ان سب سے الگ رہے۔

اعلان نبوت سے قبل

ہمارے حضور پر نور ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس وقت نبی بنایا جب وقت ہی نہ تھا خلاق کائنات کی تخلیق اول آپ ہیں جب دنیا پہ تشریف لائے تو بالقوة وبالفضل نبی تھے چالیس سال بعد اعلان نبوت فرمایا چونکہ اظہار نبوت سے کئی سال قبل آپ ملیحدگی اور تنہائی کو پسند کرنے لگے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً دو میل دور غار حرا میں وقت گزارتے۔ مشاہدات کائنات کو دیکھتے اور ان پر غور و خوض کرتے۔ اس خلوت نشینی کے تیسرے سال ۲۱ رمضان المبارک کو رات کے وقت حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس غار حرا میں آئے۔ آپ سے کہا افسراء پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا مَا آتَا بِغَارِي میں نہیں پڑھتا فرشتے (جبریل علیہ السلام) نے آپ ﷺ کو پکڑ کر زور سے دبوچا پھر چھوڑ کر کہا افسراء پڑھئے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا میں نہیں پڑھتا فرشتے نے تیسری بار آپ کو دبوچا اور کہا افسراء پڑھئے۔ فرشتے نے سورہ العلق کی پانچ آیات تلاوت کیں۔ آپ نے بھی فرشتے کے ساتھ ان آیات کی تلاوت کی وہ یہ ہیں۔ اِقْرَأْ

بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پارہ ۳۰ سورۃ العلق آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ:- (اے نبی ﷺ) اپنے رب کا نام لے کر پڑھئے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جنمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھئے اور تمہارا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

علمی خیانت

کمالات مصطفیٰ ﷺ کے منکرین نے وحی اول کی حدیث اول پر حضور ﷺ کے کمالات کی نفی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے لیکن تمام بے سود مثلاً آتساقاری کا ترجمہ لکھا میں پڑھا ہوا نہیں یہ ترجمہ غلط ہی نہیں بلکہ تحریف حدیث کے ساتھ علمی خیانت بھی ہے اس لئے کہ قاری اسم فاعل کو مفعول کے معنی میں لکھ دیا جبکہ عربی میں اسم فاعل بمعنی مفعول کبھی آتا ہی نہیں اور نہ ہی واضح نے ایسی وضع کی ہے۔ صاحب عقل و فہم سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ دو تین بار بڑی تاکید سے اقراء کہا آپ ہ بار فرماتے میں نہیں پڑھتا تو کیا اتنے بڑے کامل فصیح و بلیغ عربی داں کو لفظ اقراء نہیں آتا تھا جبکہ یہ لفظ اتنا آسان ہے کہ آج بچوں کے بچے بچے فر فر پڑھ دیتے ہیں دراصل اس سے تو آپ نے سمجھایا کہ جب تک اللہ کا نام نہ لوگے میں نہیں پڑھتا چنانچہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا اقراء باسم ربك الخ پھر آپ نے بھی پڑھا اس حدیث شریف کی مکمل شرح اور سوالات و جوابات فقیر کی ”شرح بخاری“ اور رسالہ ”پڑھا لکھا ائی“ میں پڑھئے۔

اولین مسلمان

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ خدیجہؓ چچا زاد بھائی حضرت مولا علیؓ آپ کے

دوست حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ آپ کے غلام حضرت زید بن حارثہ پہلے پہلے مسلمان ہوئے۔ (بی بی)

پھر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی تحریک پر حضرت سیدنا عثمان غنیؓ حضرت زید بن عبد الرحمن بن عوفؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جنہوں نے اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

عورتوں میں

حضرت سیدہ خدیجہ کے بعد ام فضل زوجہ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ حضرت اسماء بنت صدیق اکبرؓ پھر فاطمہ خواہر حضرت عمر فاروقؓ (بی بی) مسلمان ہوئیں۔

دعوت اسلام

ہمارے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ ابتداء بعثت سے ۳ سال تک اسلام کی تبلیغ انتہائی پوشیدہ طور پر فرماتے رہے۔ جب علی الاعلان تبلیغ دین کرنے کا حکم آیا تو ہر اجتماع میں اسلام کی صداقت و حقانیت بیان کرنا شروع فرمادی تو کفار مکہ اہل اسلام پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ مسلمان دو سال تک تکالیف برداشت کرتے رہے۔ ان کے ظلم کی وجہ سے اہل اسلام نے ہجرت کی۔

ہجرت حبشہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملنے پر نبوت کے پانچویں سال رجب المرجب میں کچھ صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان میں سب سے پہلے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ بلقیہ بنت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اس موقع پر ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت۔ سمندر پہنچنے تک ۱۲ مرد اور ۵ عورتیں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ جن میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا زاد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

نبوت کے چھٹے سال

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے (ہمارے حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی دعا بھی فرمائی تھی)۔ اب مسلمانوں نے بیت اللہ شریف میں اعلانیہ عبادت شروع کر دی۔

نبوت کے ساتویں سال

قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ سے قطع تعلق کر دیا بناء بریں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں (بنی ہاشم) کے ساتھ مکہ مکرمہ شعب ابی طالب میں محصور رہے۔

نبوت کے دسویں سال پہلے

آپ کے چچا ابوطالب نے وفات پائی۔ ان کے تین دن بعد (بعض روایات میں دو ماہ بعد) رمضان المبارک میں ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اسی وجہ سے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا گیا۔ اس وقت ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ۳۹ سال ۸ مہینے ۱۱ دن تھی۔

طائف کا سفر

اسی سال ہمارے حضور ﷺ اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہمراہ عرب کے سرسبز علاقہ طائف میں اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو سخت اذیت دی گئی پھر مارے گئے جس کی وجہ سے آپ بہت زخمی ہوئے۔ زخموں سے اتنا خون بہا کہ نعلین شریف خون سے پر ہو گئے بوقت وضو پائے اقدس جوتے سے نکالنا مشکل ہو گیا۔ ایک دن تو وہاں کے لوگوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کی اور طعن زنی کرتے گالیاں نکالتے تالیاں بجاتے اتنا زخمی کیا کہ بیٹھ گئے حضرت زید بن حارثہ دوڑ کر ڈھال بنے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے۔ پھر آپ ایک انگور کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اتنے ظلم و ستم کے باوجود آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنے والی نسلوں میں اپنے ایسے بندے پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔ (بخاری شریف باب ذکر الملائکہ روز قافی ج ۱)

جن مسلمان ہوئے

طائف کے سفر میں مقام نخلہ پر جنوں کی ایک جماعت نے آپ کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ (تفصیل فقیر نے کتاب بنی جن میں لکھی) اسی سال حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔ (ان کے مختصر احوال آنے والے صفحات میں ملاحظہ کریں)

نبوت کے گیارہویں سال

موسم حج کے موقع پر (یثرب) مدینہ منورہ قبیلہ اوس کے چھ افراد حضرت ابوالہشیم بن تیہان... حضرت المہامد اسد بن زرارہ... حضرت عوف بن حارث... حضرت رافع بن مالک... حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ... حضرت جابر بن عبد اللہ بن رباب (رضی اللہ عنہ) مقام عقبہ پر مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ جا کر اپنے قبائل کو اسلام کی دعوت

دی۔ (سیرت مصطفیٰ بحوالہ مدارج النبوت ج ۲ زرقانی ج ۱)

بیعت عقبی

دوسرے سال ۱۲ھ نبوی میں حج کے موقعہ قبیلہ اوس کے ۱۲ اور قبیلہ خزرج کے ۱۶ افراد نے منیٰ کی گھاٹی میں آکر اسلام قبول کیا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوئے۔

معراج

اسی سال مشہور قول کے مطابق ۲۷ دس ربیع المرجب کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور سرور عالم ﷺ کو معراج کے اعلیٰ مرتبہ سے نوازا چنانچہ اس کا ذکر قرآن پاک کے پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۱ پارہ ۲ سورہ النجم کی ابتدائی آیات میں ہے۔

عقیدہ

پیارے بچوں ہم سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے معراج (روح مع الجسد) حالت بیداری میں ہوئی اور زمین سے لامکاں تک آپ اپنے ظاہری بشریت جسم سمیت تشریف لے گئے اور یہ سارا سفر آنکھ جھپکنے سے پہلے ہوا۔ معراج از مکہ تا بیت المقدس کا منکر کافر ہے۔ بیت المقدس سے تاسموت کا منکر فاسق ہے اس کے بعد لامکاں اور دیدار الہی کا منکر نہ کافر ہے نہ فاسق۔ اس شب آپ سر کی آنکھوں سے بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اسی سفر معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۱ سال ۹ ماہ تھی (تفصیل کے لیے دیکھیں فقیر کی چند کتابیں) ”معراج المصطفیٰ“ ”معراج جسمانی یا منامی“ ”معراج کے عقلی دلائل“۔

نبوت کے تیرھویں سال

حج کے موقعہ پر (شیرب) مدینہ منورہ سے تقریباً بہتر مرد ۲۰ عورتیں ہمارے حضور پر نور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور منیٰ کی وادی میں رات کے وقت بیعت کی کہ ہم آپ، جان و مال آپ پر اور اسلام کی حفاظت کے لیے قربان کریں گے۔ آپ نے ان کی جان نثاری کو دیکھ کر فرمایا تمہارا خون میرا خون ہے اور یقین کرو میرا جینا تمہارے ساتھ ہے میں تمہارا اور تم میرے ہو تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ (زرقانی علی المواب ج ۱ سیرت ابن ہشام)

ہجرت مدینہ منورہ

۱۱ سال یکم ربیع الاول شریف ۱۱ھ ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء بروز سوموار میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بستر پر سلا یا اپنے پیارے دوست حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ہجرت مدینہ کے سفر میں ایک اونٹ پر آپ کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ راہزن ہوئے دوسرے اونٹ پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن لبیدہ اور عبد اللہ بناریہ راستہ کی رہنمائی کے لیے ہم سفر تھے۔

امام عبد بنی النبی کی بکری

دوران سفر امام عبد بنی النبی کی بکری جو کمزور تھی دودھ دینے کے قابل نہ تھی آپ نے اپنے مبارک ہاتھ پھیرے اور بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہنا شروع فرمایا تو امام عبد کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے اور تمام لوگوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیایہ معجزہ دیکھ کر امام عبد اور اس کا خاوند مسلمان ہو گئے۔ (مدارج النبوت)

بکری کئی سال تک رہی

روایت ہے کہ یہ بکری ۱۸ سال تک زندہ رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب انت قط پڑا تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام دودھ دیتی تھی۔ (زرقاتی علی المواہب)

بریدہ اسلمی اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہوئے

جب ہمارے حضور ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو بریدہ اسلمی اپنے قبیلے بنی سہم کا سردار تھا قریش مکہ سے انعام حاصل کرنے کی لالچ میں آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا اپنے ستر ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ کے راستے میں آپ کے قریب پہنچا اور پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور اللہ کا سچا رسول ہوں آپ کی تاثیر گفتگو اور آپ کے جمال جہاں آراء نے بریدہ کا دل موہ لیا وہ اپنے ستر ساتھیوں سمیت فوراً اسلام کے دامن میں داخل ہو گیا اور کمال عقیدت سے درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ میری تمنا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ کا داخلہ اس شان سے ہو کہ جہنم الہرایا جائے یہ کہہ کر حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے خوشی کے مارے اپنی پگڑی، ایک ڈنڈے سے باندھ کر پرچم بنایا یہ پرچم لہراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت نعرے لگاتے ہوئے مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئے۔ (مدارج المہدوت)

مدینہ منورہ میں داخلہ

۸۔ ربیع الاول سن ۱ ہجری بروز پیر شریف مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء میں شہر مدینہ سے قبل ”فہاء“ میں رونق افروز ہوئے یہاں چند دن حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام پذیر رہنے کے بعد ۱۲ ربیع الاول شریف جمعۃ المبارک کو شہر مدینہ کی

طرف روئے ہوئے بنو سالم کی آبادی میں پہلا جمعہ ادا فرمایا جہاں آج کل مسجد جمعہ واقع ہے۔

میزبان رسول

مدینہ منورہ میں آمد کے بعد ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کا قیام سات ماہ تک حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں رہا۔

۱۰۔ اسی سال حضرت سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ حبیبہ کی رخصتی ہوئی۔

(مدارج المہدوت)

۱۱۔ اسی سال مسجد نبوی مکمل ہوئی اور اذان کی ابتدا ابھی اسی سال ہوئی۔

۱۲۔ اسی سال یہودیوں کے بہت بڑے عالم حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ میں نبوت کی نشانیاں دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ جب میری نظر جمال نبوت پر پڑی تو آپ کے حسین و جمیل چہرے کو دیکھا تو میرے دل نے فیصلہ کیا یہ اتنا خوبصورت چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔

بھائی چارا

ہجرت کے نو ماہ بعد آپ نے مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان موافقات (بھائی چارہ) قائم فرمایا۔

ہجرت مدینہ کے دوسرے سال کے چند اہم واقعات

تحویل قبلہ

رجب یا شعبان میں محلہ بنی سلمہ میں ہمارے حضور ﷺ تشریف لے گئے نماز ظہر ادا فرمائی دوران نماز ہی تحویل قبلہ (قبلہ تبدیل) ہوا جس کا ذکر قرآن کے دوسرے پارے سورۃ البقرہ میں ہے۔ مدینہ منورہ میں آج اسی جگہ پر مسجد قبلتین اس عظیم واقعہ کی یادگار ہے۔ (تفصیل کے لیے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۲ کا مطالعہ کیا)

نکاح سیدۃ النساء

اسی سال آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہراءؑ کا نکاح آپ کے چچا زاد بھائی حضرت سیدنا مولا علی شیر خداؑ سے ہوا۔
ہجرت المبارک کے روزے اسی سال فرض ہوئے۔

غزوات و سرایا کا آغاز

ہجرت کے ۱۲ ماہ ۹ دن بعد غزوات و سرایا کا سلسلہ شروع ہوا۔ سریہ اور غزوہ میں فرق۔

☆ سریہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں آپ نے کسی صحابی کو امیر لشکر بنا کر روانہ فرمایا ہو سرایا کی تعداد 47 ہے۔

☆ غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں یہ کل ۱۹ ہیں۔ ہجرت مدینہ منورہ سے وصال تک ہمارے

حضور پر نور ﷺ کو چھوٹی بڑی چھیا سٹھ (66) لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

جنگ بدر

غزوات میں بدر کی جنگ بہت مشہور ہے جو ۷ ار رمضان المبارک ۲ھ کو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل دور مکہ مکرمہ کی جانب بدر کے مقام پر لڑی گئی۔ مسلمانوں میں صرف (۳۱۳) تین سو تیرہ جان نثار تھے پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے ستر اونٹ تھے۔

لشکر کفار

جبکہ کفار و مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جن میں قریش کے نو سردار اور جنگجو مشہور مانہ بہادر تلوار زنی کرنے میں مہارت رکھنے والے تھے جنگی سامان میں ایک سو گھوڑے اور چھ سو زہیں تھیں اونٹ کثرت سے تھے۔ مگر خدا کی شان کی اتنے بڑے لشکر! مسلمانوں نے ذلت آمیز شکست دی قرآن پاک میں اس غزوہ کو "یوم الفرقان" قرار دیا گیا مسلمان کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

ہجرت کے تیسرے سال

شوال المکرم میں مدینہ منورہ کے شمال میں تین میل کے فاصلے پر جبل احد کے دامن میں جنگ احد لڑی گئی جس میں مسلمانوں کو سخت نقصان کے بعد فتح ملی حضرت سیدنا امیر حمزہؑ حضرت مصعب بن عمیرؑ حضرت حنظلہؑ حضرت عبداللہ بن جبیرؑ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

☆ اسی سال ۱۵ ار رمضان المبارک کو حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰؑ کی ولادت ہوئی۔

۱۳۸۱ھ اسی سال ہمارے حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت سیدہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (ان کے حالات آگے آتے ہیں)

ہجرت کے چوتھے سال کے اہم واقعات

ہجرت کے چوتھے سال کے اہم واقعات میں سے چند ایک یہ ہیں۔
۱۳۸۲ھ شعبان المعظم کو مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

۱۳۸۳ھ اسی سال ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (حالات آنے والے صفحات پر ملاحظہ ہوں)

ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات

غزوہ خندق

شوال المکرم میں پیش آیا اس موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت پیش کی ایک صاع آنا اور بکری کے بچے کا گوشت ہمارے حضور ﷺ نے آٹے اور ہانڈی میں اپنا لعاب دہن والا تو ایک ہزار کے لشکر نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ (بخاری شریف جلد ۲)
۱۳۸۴ھ اسی سال آپ نے حضرت سیدہ بی بی زینب بنت جحش اور حضرت سیدہ بی بی جویریہ رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا۔ (دونوں کے حالات آ رہے ہیں)
۱۳۸۵ھ اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض ہوا۔

واقعہ افک

اسی مالی ام المؤمنین سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی

مدینہ منورہ میں ایک طوفان بد تمیزی کھڑا کیا کئی دنوں تک وحی کا نزول نہ ہوا ایک دن نبی پاک ﷺ نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں ارشاد فرمایا **وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ اَہْلٰی الْاَیْمٰنِ** (بخاری ج ۲) کہ اللہ کی قسم میں اپنی اہلیہ کے بارے بہتر جانتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے متعلق قرآن کریم میں سورہ نور کی دس آیات نازل ہوئیں (تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "شرح حدیث افک" کا مطالعہ کریں) ۱۳۸۵ھ اسی سال آیت تیمم کا نزول بھی ہوا۔

ہجرت کے چھٹے سال

ذیقعدہ میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ شریف کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے قریش نے بیت اللہ شریف میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ایک معاہدہ طے پایا جس کی چند شرائط یہ ہیں۔

1۔ اس سال مسلمان بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کے لیے آئیں اور ہر فتنہ دن مکہ میں قیام کر کے چلے جائیں۔ اپنے ساتھ تلوار (جو نیام کے اندر ہو) کے سوا کوئی ہتھیار لیکر نہ آئیں۔

2۔ مکہ مکرمہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں گے۔

3۔ کافروں یا مسلمانوں میں سے اگر کوئی مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا جائے تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔

4۔ قہاکل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

ان شرائط میں بعض بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں وہاں بعض مسلمانوں

نے آپ کی خدمت میں التجا بھی کی کہ ان میں سے بعض شرائط کو نہ مانیں مگر نگاہ معطفی سے دیکھ لیا تھا کہ ان میں اسلام کا بہت زیادہ فائدہ ہے۔

ابو جندل کی آمد

ابھی معاہدہ پر دستخط نہ ہوئے تھے کہ اہل مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو (عائد صلح نامہ) کا بیٹا حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیاں گھنپتے ہوئے گرتے پڑتے مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت آن پہنچا جس کی آمد سے مسلمان بہت خوش ہوئے اُس کے والد سہیل نے آپ سے کہا کہ اس صلح نامہ پر دستخط کرنے سے پہلے میری شرط یہ ہے کہ میرا بیٹا مجھے واپس کر دیں آپ نے فرمایا ابھی فریقین کے دستخط نہیں ہوئے معاہدہ تو دستخطوں کے بعد قابل عمل ہوگا۔ سہیل بن عمرو نے کہا پھر ہم صلح ہی نہیں کرتے آپ نے اس کو بہت سمجھایا مگر وہ کسی صورت میں ابو جندل کو حضور نبی کریم ﷺ کو ڈینے کے لیے تیار نہ ہوا آخر کار نبی کریم ﷺ نے ابو جندل کو واپس مکہ جانے کا حکم فرمایا۔

چند ماہ میں اس معاہدہ کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر اندر کم و بیش 300 سو مکہ کے کافر مسلمان ہوئے۔

حکمرانوں کو دعوت اسلام (خطوط روانہ فرمائے)

اسی سال آپ نے مختلف بادشاہان کے نام خطوط لکھے انہیں اسلام کی دعوت دی۔

☆ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو شاہ حبشہ اصمہ نجاشی کے پاس بھیجا اس نے نامہ مبارک کو پڑھا اسلام لایا۔

☆ قبل قیصر روم کے پاس حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو خط مبارک دے کر روانہ فرمایا۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ابوسفیان جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان سے تحقیقات کے بعد درباریوں نے مشورہ کیا کہ مسلمان ہو جانا چاہیے مگر قوم کی مخالفت کو دیکھ کر ڈر گیا کہ کہیں میرا تخت نہ جاتا رہے اس کے بعد وہ مسلمانوں کی مخالفت کرتا رہا ایک بار حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میں دل سے مسلمان ہوں مگر اس کا ثبوت نہیں ملا۔

☆ خسرو پرویز بن ہرمز بن نو شیر و اہل کسری ایران کے پاس حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا خط مبارک لے گئے اس نے نہایت استغنیٰ کی آپ کے نامہ مبارک کو دیکھا۔ اور ہاذان گورنر یمن و نکلا کہ اس شخص و رفقا کر کے میرے دربار میں حاضر کرنا گورنر نے حضور ﷺ کے متعلق تحقیقات کے بعد اپنے درباریوں سمیت اسلام لی اہدی دولت سے مالا مال ہوا۔ حضور ﷺ کو جب خسرو پرویز کے نامہ مبارک پہنچانے کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ مَسْرُوقٌ بِكُنْصَابِیْ مَسْرُوقٌ الذِّئْبُ مُلْكُکُمْ۔ اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے فرمادے گا۔ چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا کہ ۱۰ جمادی الاولیٰ کے شب منقل خسرو پرویز کو اس کے بیٹے "شیرویہ" نے رات کو سوتے میں خنجر مار کر اس کا قتل کر دیا اس کو قتل کر دیا اس کی بادشاہت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ یہاں تک حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ حکومت صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔

(بخاری شریف ج ۱۰ ارج المنہوت ج ۲ فتح الباری ج ۸)

انتباہ

ہمارے بعض مسلمان اپنے بچوں کا نام پرویز رکھتے ہیں اس نام کو ہمارے

حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا اہل اسلام ہرگز ہرگز اپنے بچوں کا نام پرویز نہ رکھیں جن مسلمانوں کا نام پرویز ہے وہ یہ نام تبدیل کریں بہت فوائد پائیں گے۔

ہذا: تاج بن متی جس کا لقب مقوقس تھا (عزیز مصر کہلاتا تھا) کے پاس حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کا نام گرامی لیکر پہنچے اس نے فرمان نبوی کی تعظیم و تکریم کی۔ مگر مسلمان نہ ہوا ہاں البتہ آپ کی خدمت میں چند تحائف کے ساتھ دو لونڈیاں ایک حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ جو حضور ﷺ کی لونڈی تھیں آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت سرین جو آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔

حارث غسانی

والی غسان کے دربار میں حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ نے ہمارے آقا کریم ﷺ کا قلم نامہ پہچانے کی خدمت سرانجام دی اس نے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا خط پڑھ کر مسلمانوں کے خلاف فوج کو تیار کیا۔ غزوہ موتہ اور غزوہ تبوک اس کے غرور کی وجہ سے ختم آئے۔ جن میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

ہوزہ

بادشاہ یمامہ کے پاس حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ عنہ نامہ مبارک لیکر پہنچے تو اس نے خط کی تعظیم تو کی مگر اسلام کی دولت سے محروم رہا۔

چند حکمران جو مسلمان ہوئے

ثمامہ نجد کا حکمران ۶ھ میں مسلمان ہوا۔

ہذا: یسے میں غسان کا بادشاہ اور فردہ بن عمرو خزاعی قیصر کی طرف سے یمن کا گورنر مسلمان ہوئے۔ انہیں قیصر نے پہلے قید کیا پھر ان کو شہید کر دیا۔

ہذا: اکیدر دومتہ الجندل کا حکمران ۹ھ میں مسلمان ہوا۔

ہذا: ذی الکلاع حمیری، یمن و طائف کے بعض علاقوں کا حکمران مسلمان ہو کر ایک دن میں 18 ہزار غلام آزاد کئے اور خود زہدانہ زندگی بسر کی۔

جیفر

شاہ عمان اپنے بھائی کے ساتھ مسلمان ہوا۔

ہذا: شاہ بحرین "مندر" اپنی اکثر رعایا کے ہمراہ مسلمان ہوا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے سلاطین و امراء کے نام خطوط مبارک بھیجے گئے ان میں بعض تو مسلمان ہو گئے بعض نے انکار کیا ان کی تفصیلات کے لیے فقیر کی کتاب "نور اسلام فی خطوط نبی علیہ السلام" کا مطالعہ کریں۔

ہجرت کے ساتویں سال

غزوہ خیبر واقع ہوا

بعض مورخین نے ۶ھ میں اس غزوہ کا ذکر کیا ہے۔

خیبر مدینہ منورہ سے تین سو بیس کلومیٹر دور ہے۔ یہاں یہودی بکثرت آباد تھے جو اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے بدترین دشمن تھے۔ یہ جنگ یہودیوں کے ساتھ تھی اس جنگ میں مجاہدین اسلام کی تعداد 1600 سو کے لگ بھگ تھی۔ جبکہ یہودیوں کی فوج 20.000 تھی۔ اس غزوہ میں حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کمال شہادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فاتح خیبر قرار پائے۔

سیدہ بی بی صفینہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

اس جنگ میں قیدی عورتوں میں حضرت سیدہ بی بی صفینہ رضی اللہ عنہا جو بنو نضیر کے رئیس اعظم حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں، جنہیں ہمارے حضور کریم ﷺ نے اپنے نکاح میں قبول فرمایا۔

زہر دیا گیا

فتح خیبر کے بعد ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے چند دن وہاں قیام فرمایا تو یہودی سلام بن مشکم کی بیوی زیب نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو پیش کیا تو گوشت بول پڑا کہ حضور مجھے استعمال نہ فرمائیں، میں زہر آلود ہوں، مگر حضرت بشر بن براہ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر کھالیا جس سے ان کی شہادت واقع ہوئی۔

(بخاری ج ۲، مدارج النبوت ج ۲)

اس واقعہ کی تفصیل فقیر نے، "فیض الباری شرح بخاری" میں لکھی ہے۔

عمرۃ القضاء

اسی سال آپ ذی قعدہ میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے وہاں حسب معاہدہ تین دن قیام فرمایا۔

واپسی پر مقام "سرف" میں حضرت سیدہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

عجیب اتفاق

چوالیس سال بعد اس مقام سرف" (جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے چند میل کے فاصلہ پر ہے) حضرت سیدہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کا ۵۵ھ میں وصال ہوا۔

ان کا مزار مبارک یہیں پر ہے، فقیر حرمین طہین کے سفر میں آتے جاتے حاضر ہوتا

۴۰

ہجرت کے آٹھویں سال

جنگ موتہ

یہ جنگ موتہ کے مقام پر جو ملک شام کے علاقہ میں واقع ہے۔ اس میں کفار کا ایک لاکھ لشکر جرا جمع ہوا مسلمان صرف تین ہزار تھے مگر قوت ایمانی کے ساتھ کفار کے سامنے سینہ سپر ہوئے اپنی جان مصطفیٰ کریم ﷺ کے نام پر قربان کرنے کا جذبہ لکھرائی معرکہ آرائی کی کہ اسلام میں ایک تاریخی یادگار جنگ بن کر قیامت تک باقی رہے گی۔ اس جنگ میں بارہ عظیم المرتبت صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگی مہارت اور کمال ہنرمندی سے ایک لاکھ مخالف فوج کے سامنے ڈٹے رہے کہ ۹۰ توکلواریں ٹوٹ گئیں۔ اسلامی لشکر نے بہت سارے کفار کو داصل جہنم کیا اور کچھ مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

مدینہ میں ہمارے حضور ﷺ نے جنگ کا مشاہدہ فرمایا

مختصر احوال کچھ یوں ہے۔ جنگ موتہ کا معرکہ جب گھمسان کارن پڑا تو عالم مالان و مالکون ہمارے نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر میدان جنگ کا مشاہدہ فرمایا اور سارا احوال اپنے صحابہ کرام کو سنایا چنانچہ آپ نے انتہائی رنج و غم کی حالت میں صحابہ کرام کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا کہ زید (بن حارثہ رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہوئے، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جھنڈا لیکر آگے آئے وہ بھی شہید ہوئے یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار (خالد بن

ولید) نے اپنے ہاتھ میں لیا آپ یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری ج ۲)

(ف) سچ ہے کہ ساری کائنات آپ کی ہتھیلی پر ہے۔

فتح مکہ

اسی سال ۲۱ رمضان المبارک مطابق جنوری ۶۳۰ء کو فتح مکہ ہوا ہمارے حضور کریم ﷺ کو اپنے آبائی شہر مکہ سے جس بے سرو سامان کے ساتھ ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا تھا آپ اور آپ کے غلاموں پر مکہ کی زمین تنگ کر دی گئی تھی بے شمار صحابہ کرام و صحابیات کو تہ تیغ کیا گیا جس شہر میں آپ پر ظلم جبر اور بربریت کی انتہاء کر دی گئی آج اسی شہر میں بارہ ہزار صحابہ کرام کا لشکر لیکر فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ مگر اس شان سے کہ اپنی اونٹنی پر سرائور جھکائے سورۃ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے اپنی لشکر کو بھی ہدایات جاری فرمائیں۔ جو ہتھیار مہدیک دے اور جو خانہ کعبہ میں پناہ لے جو حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے۔ بھاگنے والے کا پچھانہ کیا جائے۔ زخمی اور قیدی قتل نہ کیا جائے آپ کی فوج جب شہر میں داخل ہوگئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ سے کچھ کفار نے مقابلہ کیا پھر بھاگ گئے۔ دو صحابی حضرت زبن جابر فہری اور حضرت حمیس بن خالد بن ربیعہ رضی اللہ عنہما شہید ہوئے اور ۲۸ کافر مارے گئے۔ جب حضور ﷺ بیت اللہ شریف میں پہنچے تو ۳۶۰ بت پڑے ہوئے تھے آپ ﷺ اپنی کمان کی لکڑی سے بت توڑتے جاتے تھے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے جاتے تھے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل ہی تو مٹنے والا ہے۔

پھر آپ نے شکرانے کے نوافل ادا فرمائے اور صحن کعبہ میں تشریف لائے تو

وہاں سرداران مکہ اپنی گردنیں جھکائے جمع تھے ان میں بہت سارے مظلوم مسلمانوں کے قاتل بھی تھے۔ جنہوں نے آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے وہ لوگ تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے وہ خونخوار تھے جنہوں نے آپ پر بارہا قاتلانہ حملے کئے وہ ظالم اور بے رحم بھی اس مجمع میں تھے جنہوں نے غزوہ احد میں آپ پر حملہ کر کے پھر انور کو لہو لہان کر ڈالا۔ مکہ کے وہ ادبائش بھی تھے جو ایک میل عرصہ تک اپنی بہتان زاشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ کے قلب اطہر کو زخمی کر چکے تھے۔ وہ سفاک اور درندہ صفت بھی تھے جو آپ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلہ گھونٹ چکے تھے۔ وہ ظلم و ستم کے مرتکب بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ لیلیٰ زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرایا جس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اس اجتماع میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کے پیارے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ان کی ناک کان کاٹے اور ان کی آنکھیں نکالیں اور ان کا سینہ چاک کر کے جگر نکال کر چھایا۔ وہ بھی تھے جنہوں نے سید المومنین حضرت بلالؓ حضرت صہیبؓ حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت خبابؓ حضرت ضحیبؓ وغیرہم جنی اللہم کو جلاتی ہوئی ریت پر لٹایا اور کسی کو آگ کے دھکتے ہوئے انگاروں پر سلایا تھا۔ آج یہ سارے کے سارے نبوی لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ آج یقیناً ہماری لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ آج مسلمانوں کی فوج ہمارے بچوں کو نیست و نابود کر دے گی اس خوف و ہراس کے عالم میں ہمارے حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ بتاؤ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں اس سوال سے مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اٹھے۔ یہ لوگ اگرچہ ظالم تھے شقی القلب اور بے رحم لیکن مزاج شناس تھے پکار اٹھے اَحْ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخِي كَرِيْمٌ۔ آپ کریم

بھائی اور کریم باپ کے بیٹے ہیں۔ سب کی نظریں رخ واسطی جمال جہاں آراء پرگی ہوئی تھیں۔ سنب کے کان شہنشاہ کون و مکان کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے۔ آپ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا: لَا تَشْرِبْ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ فَادْهَبُوا اَنْتُمْ الطَّلَاقُ۔ آج تم پر کچھ گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (زرقانی ج ۲)

سبحان اللہ سبحان اللہ اکبر اللہ اکبر

بالکل غیر متوقع طور ایک دم اچانک یہ فرمان سن کر مجرموں کی آنکھیں فرہ ندامت سے اشکبار ہو گئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذبات شکر یہ کے آثار آنسوؤں کے دھارے بن کر ان کے رخساروں پر پھلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے پر کیف نعرے سے حرم کعبہ کے در و دیوار جھوم اٹھے ہر طرف سے انوار کی بارش ہونے لگی۔ کفار نے مہاجرین کے مکانات پر قبضہ کر رکھا تھا آج ان کے حقوق دلائے جاتے لیکن آپ نے مہاجرین کو حکم فرمایا وہ اپنی مملوکات کو چھوڑ دیں۔ نماز ظہر کا وقت آیا تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر جا کر آذان پڑھی! مکہ مکرمہ میں یہ پہلی آذان تھی۔

گستاخ اگر کعبہ کے غلاف میں بھی لیے ہوئے ہوں تب بھی انہیں قتل کر دیا جائے فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمادیا مگر چند ایسے گستاخ بھی تھے ان کے متعلق فرمان جاری ہوا کہ وہ اگر غلاف کعبہ میں بھی چھپے ہوئے ہوں تو بھی انہیں قتل کیا جائے۔ ان میں چند ایک تو مسلمان ہوئے اور چند کو قتل کر دیا گیا۔ ۱

1۔ عبدالعزیٰ بن نخل مسلمان ہو کر مرتد ہوا آج غلاف کعبہ میں چھپا ہوا تھا اسے سعید بن حریش مخزومی اور ابو ہریرہ سلمی نے قتل کیا۔

2۔ حریش بن تغید اپنے اشعار میں حضور نبی کریم ﷺ کی بھوکرتا تھا
3۔ اور حارث بن طلالہ بڑا منہ پھٹ موذی گستاخ تھا ان دونوں کو آج حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے قتل کیا
4۔ مقیس بن صباہ کونمیلہ بن عبد اللہ نے قتل کیا۔
5۔ قریبہ ملعونہ ابن نخل کی لونڈی تھی رسول اللہ ﷺ کی بھوکرتی تھی اسے قتل کیا گیا۔

فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ کا ۱۹ دن وہاں قیام رہا اس کے بعد آپ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔
۱۱۔ اسی سال شوال المکرم میں غزوہ حنین بھی ہوا۔ جس میں اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ کفار کو شکست اور مسلمان فتح سے شاد کام ہوئے۔
اسی سال حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اور آپ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

ہجرت کے نویں سال

اس سال حضور نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کے وصول کے لیے مکران مقرر فرمائے۔
۱۱۔ اسی سال حاتم طائی کا بیٹا حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور اس کی بیٹی سفیانہ بنت حاتم نے اسلام قبول کیا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۲ تاریخ طبری ج ۱)

غزوہ تبوک

اسی سال ماہ رجب جمعرات کے دن مدینہ منورہ سے حضور نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے (تبوک مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے)

صحابہ کرام کی جانثاری

یہ غزوہ سخت گرمیوں اور شدید قحط کے دنوں میں تھا اس لیے اس کا نام غزوۃ العسرة بھی ہے اسی موقع پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا جبکہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے ایک ہزار اشرفی پیش خدمت کیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم پیش کئے۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام نے اپنی حیثیت سے بڑھکر اپنے مال و جان کا نذرانہ پیش کیا۔ صحابیات نے اپنے زیورات اتار کر بارگاہ نبوت میں پیش کئے۔

گم شدہ اونٹنی کی خبر دی

تبوک کو جاتے ہوئے ایک جگہ حضور پر نور ﷺ نے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم فرمایا جاتے وقت آپ کی اونٹنی گم ہو گئی صحابہ کرام اس کی تلاش میں سرگرداں تھے منافقین میں زید بن لعیت نے کہا کہ محمد (ﷺ) آسمانوں کی خبر دیتے ہیں اپنی گمشدہ اونٹنی کا پتہ نہیں۔ آپ کو منافق کے طعن کا پتہ چلا تو صحابہ کرام میں ایک صحابی کو فرمایا قلاں گھائی میں ایک درخت کے ساتھ میری اونٹنی کی مہار اُلجھ گئی ہے تم جاؤ اور اس اونٹنی کو میرے پاس لے آؤ جب صحابی وہاں پہنچے تو اونٹنی کو وہاں موجود پایا پھر آپ نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتی ہے۔ (زر قانی ج ۳)

اس غزوہ میں روم کے عیسائی لشکر پر اسلامی فوج کا ایسا رعب و دبدبہ چھا گیا کہ مارے ڈر کے وہ میدان میں ہی نہ آئے حضور ﷺ کیس دن میدان جنگ میں انتظار کر کے بخیر و خوبی مدینہ منورہ تشریف لائے۔

مسجد ضرار کو گرانے کا حکم

اس غزوہ کی واپسی پر منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو گرانے کا حکم سورۃ توبہ میں نازل ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مالک بن خثعم، حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ اس مسجد کو گرا کے اس میں آگ لگا دیں۔ (زر قانی ج ۳)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا

غزوہ تبوک کے بعد ذیقعدہ میں آپ نے تین سو صحابہ کرام کا ایک قافلہ مکہ مکرمہ روانہ فرمایا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "امیر الحج" اور سیدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو نقیب الاسلام اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم الحج بنا کر روانہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ برآۃ کی چالیس آیات تلاوت کر کے اعلان فرمایا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حرم کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گانہ ہی برہنہ ہو کر طواف کرے گا۔ (طبری ج ۲۔ زر قانی ج ۳)

وفود کی آمد

فتح مکہ کے بعد عرب کے قبائل وفود کی شکل حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے چونکہ اس قسم کے وفود اکثر اسی ۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اس لیے سن ۹ ہجری کو لوگ "سنة الوفود" کے نام سے یاد کرتے ہیں فقیر یہاں چند قبائل کے سردار جو وفود کی شکل میں ہمارے حضور کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور اسلام کے دامن میں آکر پناہ گزین ہوئے ذکر کرتا ہے۔

طفیل بن عمروسی

قبیلہ کے سردار تھے یمن میں ان کی حکومت تھی خود تو ہجرت مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے۔ جب انہوں نے اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی تو چند لوگ مسلمان ہوئے مدینہ منورہ حاضر ہو کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض گزار ہوئے کہ میری قوم ایمان نہیں لاتی کیونکہ ان میں زنا کی کثرت ہے۔ آپ ان کی ہدایت کی دعا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اهْدِ دُرُسًا اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں واپس گیا میرے سرکار کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے میرے قبیلہ کے بہت سارے لوگ مسلمان ہوئے۔ وہ ان کو لیکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

وفد صداء

زیاد بن حارث صدائی اپنی قوم کے پندرہ سرداروں کے ہمراہ ۸ھ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر اسلام کے دامن امن سے وابستہ ہوئے۔

وفد عبدالقیس

۸ھ میں قبیلہ عبدالقیس کا وفد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا جب لوگ بارگاہ رسالت مآب میں پہنچے تو اپنی سوار یوں سے کود کر دوڑ پڑے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قد میں شریفین کو چومنے لگے آپ نے انہیں منع نہ فرمایا اور ان کے لیے یوں دعا فرمائی اے اللہ تو عبدالقیس کو بخش دے۔

(مدارج النبوت)

وفد ثقیف

قبیلہ ثقیف میں سب سے پہلے حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر اپنے قبیلہ میں اسلام کے عظیم مبلغ بن کر تبلیغ کرتے رہے۔ ان کی شہادت کے بعد ۹ھ میں ان کی قوم کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں قبیلہ ثقیف میں چند صحابہ کرام کو روانہ فرمایا وہ جا کر "لات" نامی بت کو توڑے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بت توڑا اور بت خانہ کی بنیادیں تک اکھیر دیں۔

وفد بنو حنیفہ

اس قبیلہ میں حضرت ثمال بن اُخال رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے اسلام پھیلا یہ قبیلہ مدینہ منورہ میں آ کر مسلمان ہو گیا اسی وفد میں مسیلہ کذاب بھی تھا اس نے کہا اگر محمد (ﷺ) صاحب یہ اقرار کریں کہ وہ مجھے اپنا جانشین بنائیں گے تو میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی اس کے دو ٹکڑے کر کے فرمایا کہ وہ اس آدھی لکڑی پر بیعت کرنا چاہے تو میں منظور نہ کروں گا یہ شخص اپنے اور اپنی قوم کے لیے تباہی و بربادی کا سبب بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد اس بد نصیب ازلی خبیث نے ۱۰ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ربیع الاول ۱۲ھ میں اس سے اور اس کے لشکر سے جہاد کیا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ (جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے) اسے اسی نیزے سے واصل جہنم کیا جس سے انہوں نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا پھر فرمایا کہ حالت کفر بہترین انسان (سید الشہداء امیر حمزہ) کو شہید کیا اور حالت اسلام بدترین انسان مسیلہ کذاب کو واصل جہنم کیا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

میرے اس گناہ کو اس نیکی کے بدلے معاف فرمائے گا۔

ان وفود کے علاوہ وفد طائی وفد اشعرین وفد آزاد فردہ بن عمرو کا وفد قبیلہ ہمدان کا وفد نجیب قبیلہ کا وفد وفد بنی سعد ندیم وفد بنی سعد وفد بھراء وفد عذرہ وفد خولان وفد محارب وفد غسان وفد بنو حارث وفد بنو عیش وفد غابہ وفد بنو فزارہ وفد سلامان علاقہ نجران کے دو وفد وفد نفع حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے قبائل کے علاوہ دیگر وفود کے تفصیلی احوال فقیر نے اپنی کتاب "سیرت حبیب کبریٰ ﷺ" میں درج کر دیئے ہیں۔

ہجرت کے دسویں سال کے اہم واقعات

اسی سال ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے آخری حج فرمایا جسے تاریخ اسلام میں حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام شریک ہوئے۔ ۱۲ ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ پہنچے۔ ۹ ذوالحجہ کو آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد میدان عرفات میں اپنی اونٹنی "قصواء" پر سوار ہو کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں اسلام کے بہت ضروری احکام بیان فرمائے اور زمانہ جاہلیت کی تمام بے ہودہ رسومات منانے کا اعلان فرمایا۔ اس خطبہ سے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

☆ جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

☆ زمانہ جاہلیت میں خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت کے امتیازات کو بہت اہمیت حاصل تھی آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

☆ اے لوگوں! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ (سیدنا آدم

ﷺ) ایک ہے، سن لو! لا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی

گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب۔

(مسند امام احمد)

اسی طرح تمام عالم میں امن و سلامتی قائم کرنے کے لیے آپ نے اللہ کی طرف سے یہ فرمان جاری کیا "تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر قیامت تک اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن تمہارا یہ مہینہ تمہارا یہ شہر محترم ہے۔

عین خطبہ کے دوران قرآن مقدس کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورہ مائدہ)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

پھر منیٰ میں بھی آپ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا (جو تفصیلاً فقیر نے "سیرت حبیب کبریٰ ﷺ" میں لکھ دیا ہے)

ہجرت کا 11 گیارواں سال ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کا ہے۔

اس سال باوجود طبیعت شدید ناساز ہونے کے آپ نے صفر کے مہینے میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ فرمایا اس لشکر کی راہگی کے وقت اپنے مبارک ہاتھ سے جھنڈا باندھا۔

علالت شدید ہوئی

۲۹ صفر کو آپ نے ایک جنازہ میں شرکت فرمائی واپسی پر سر میں درد اور بخار ہو گیا بیماری کے باوجود آپ مسجد میں نماز باجماعت کے لیے تشریف لاتے رہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے منتخب فرمایا

طبیعت سخت علیل ہونے پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے منصب کے لیے مقرر فرمایا انہوں نے سترہ نمازیں آپ کی ظاہری حیات مبارک میں پڑھائیں۔ بیماری نے شدت اختیار کی تو ماہ ربیع الاول کے ابتدائی دنوں میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ وصال کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۲ ربیع الاول شریف کا ذکر کیا ہے بعض یکم ربیع الاول بتاتے ہیں۔ حضرت سلیمان تمیمی کا قول ہے کہ مرض کی ابتدا ۲۲ صفر کو ہوئی وصال مبارک سوموار ۲ ربیع الاول کو ہوا حافظ ابن حجر نے تو ۲ ربیع الاول پر اعتماد کیا ہے اور کہا ۱۲ ربیع الاول کہنے والوں سے غلطی ہوئی کہ ثانی ثانی عشرہ خیال کر لیا گیا پھر اس وہم میں دوسروں نے پیروی کی۔ (سیرت رسول عربی) فقیر نے اپنے رسالہ "بارہ ربیع الاول ولادت یا وفات؟" میں تحقیق کی ہے مطالعہ کریں۔

وصال سے قبل آپ نے اپنے چالیس (40) غلام آزاد فرمائے گھر میں نقد سات دینار تھے وہ مساکین میں تقسیم فرمائے۔ ضروری باتیں ارشاد فرمائیں۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر اپنی بہن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر حاضر ہوئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھا آپ ﷺ نے مسواک کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے منہ سے مسواک نرم کر کے آپ کو پیش کیا۔ وصال شریف کا وقت عین قریب آن پہنچا تو یوں وصیت فرمائی الصلوٰۃ و ماملکت ایمانکم۔ نماز اور غلام۔ آخری الفاظ جو آپ کے زبان پر تھے رَبِّ اغْفِرْ لِي الْخَفِيِّ بِالْكَرِيمِ الْاَعْلَى۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے بلند رفیق سے ملادے یہ کہتے ہوئے آپ نے پردہ فرمایا۔ آپ کا سر انور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا وصال شریف کے وقت

آپ عمر شریف ترسٹھ برس تھی وصال کے بعد تاریکی چھا گئی اہل مدینہ اس عظیم صدمہ سے نڈھال ہو گئے۔ آپ کے غسل شریف کے لیے مدینہ منورہ کے "غرس" کنوئیں سے پانی لایا گیا، غسل دینے کی سعادت میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ حضرت سیدنا حضرت شقران حضرت اوس بن خولی حضرت فضل بن عباس حضرت قثم بن عباس حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم شریک ہوئے۔

کفن

تین سفید سوتی کپڑوں میں دیا گیا۔ جو علاقہ "سحول" کے بنے ہوئے تھے۔

جنازہ مبارکہ

طریقہ جنازہ یہ نہ تھا جو ہم ایک میت کا ادا کرتے ہیں بلکہ صحابہ کرام ٹولیوں کی شکل میں حجرہ مبارک میں جاتے جہاں آپ آرام فرماتے درود و سلام پڑھتے وہ واپس آجاتے پھر دوسری ٹولی چلی جاتی وہ صلوٰۃ و سلام پیش کر کے واپس آتے کوئی امام نہ تھا۔

قبر انور

حضرت ابوطالب انصاری رضی اللہ عنہ نے قبر انور تیار کی جو بغلی تھی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ حضرت فضل بن عباس حضرت عباس حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے جسم اطہر کو قبر میں اتارا۔

ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان

ہمارے حضور ﷺ کے چچاؤں کی تعداد کے متعلق سیرت نگار حضرات کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک نو (9) تھے بعض نے دس کی تعداد لکھی ہے صاحب مواہب لدنیہ نے آپ کے والد گرامی کے علاوہ 11 نام لکھے ہیں وہ یہ (1) حارث (2) زبیر (3) جہل (4) ضرار (5) مقوم (6) ابولہب (7) ابوطالب جو کی زندگی آپ کے مددگار اور بہت معاون رہے (8) حضرت سیدنا امیر حمزہ سید الشہداء (9) حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہما (10) غیداب (11) عبدالکعبہ آپ کی پھوپھیوں چھ تھیں۔ جن میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں (جو حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں)

اولاد امجاد

حضرت فاطمہ حضرت عبداللہ (لقب طیب و طاهر) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

بیٹیاں

- (1) حضرت سیدہ زینب (جو ابوالعاص بن رقیع کے عقد میں آئیں)
- (2) سیدہ ام کلثوم و (3) سیدہ رقیہ (جو یکے بعد دیگر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اس لیے ان کا لقب ذوالنورین ہوا) رضی اللہ عنہما
- (4) سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا (جو مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے عقد میں آئیں۔ (یاد رہے ہمارے حضور ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں ایک ہے۔ فقیر نے اس کی تحقیق میں ایک رسالہ "القول المقبول فی بنات رسول" لکھا ہے اس کا مطالعہ کریں۔

ازواج مطہرات

ہمارے حضور ﷺ نے گیارہ خوش نصیب خواتین کو اپنے نکاح میں قبول فرمایا۔ آپ کی ظاہری حیات میں انتقال کیا 9 آپ کے وصال شریف کے بعد فوت ہوئیں۔ ان کے اسماء گرامی و مختصر احوال کچھ اس طرح ہے۔

(1) حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

ان کے ساتھ آپ نے پچیس سال کی عمر میں نکاح فرمایا جبکہ اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی جو اپنی وفات تک پچیس سال کا عرصہ وفاداری کے ساتھ آپ کی خدمت میں رہیں (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی ساری اولاد انہیں کے لطن سے ہوئی۔ ۶۵ سال کی عمر میں رمضان المبارک سن ۱۰ نبوی میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا بنت المطلبی میں مزار ہے۔

(2) حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے پہلے شوہر کا نام "سکران" ہے ان کی والدہ شہوس مسلمان ہو کر حبشہ ہجرت کر گئے وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوا حضرت سیدہ خدیجہ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ آپ کا انتقال ۵۴ یا ۵۵ھ مدینہ منورہ میں ہوا جنت البقیع شریف میں مدفون ہوئیں۔

(3) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ ان کا نام ہند ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کے پہلی زوجہ زاد بھائی ابوسلمہ عبداللہ بن الاسد کی بیوی تھیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی

طرف ہجرت کر گئیں۔ ۴ھ میں ان کے شوہر کا انتقال ہوا تو ہمارے حضور نبی کریم ﷺ اپنے عقد میں قبول فرمایا۔ ۵۳۔ یا ۵۹ یا ۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(4) حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں پہلے ان کا نکاح حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا مگر ان کے ساتھ ان کا بھانہ ہوسکا انہوں نے طلاق دے دی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ فَلَمَّا قُضِيَ زَيْدُ مَنَظَرُهَا وَطَرًا رَزَوُجُنْكَهَا۔ (احزاب)

ترجمہ:- کہ جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی (زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی) تو ہم نے اس (زینب) کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۵ سال تھی یہ بی بی سخاوت و فیاضی میں بہت معروف تھیں۔

ایک خاص فضیلت

منقول ہے کہ حضرت زینب تمام ازواج مطہرات سے اکثر کہا کرتی تھیں کہ باقی ازواج کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ان کے آباء و اجداد نے کیا ہے میرا نکاح حضور نبی پاک ﷺ سے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میری وہ فضیلت ہے جو کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ انہوں نے ۵۳ سال کی عمر پا کر ۲۰ھ یا ۲۱ھ مدینہ منورہ وفات پائی ان کا جنازہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ (مدارج النبوۃ)

(5) حضرت سیدہ زینب بنت خرمہ رضی اللہ عنہا

ان کا لقب "ام المساکین" ہے زمانہ جاہلیت میں بھی غرباء و مساکین کو آپ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ان کا پہلے نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا وہ جنگ احد ۳ھ میں شہید ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا بس وہ چند ماہ آپ کی خدمت میں رہیں تیس برس کی عمر پا کر ربیع الآخر ۴ھ میں ان کا وصال ہوا مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مزار ہے۔

(6) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

بنت حارث بن حزن۔ ان کا پہلا نام "برہ" تھا لیکن حضور ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا (برکت دینے والی) رکھا۔

یہ پہلے ابورہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں جب حضور ﷺ ۷ھ میں عمرہ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو یہ بیوہ ہو چکی تھیں آپ مدینہ منورہ واپس جاتے ہوئے مقام "سرف" پر ان سے نکاح فرما کر اپنے زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ یہ آخری خاتون ہیں جن سے ہمارے نبی کریم ﷺ نے نکاح فرمایا ان کے بعد آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ ان کی وفات ۵۱ یا ۶۱ھ میں مقام سرف پر ہوئی۔ جہاں نکاح ہوا وہیں وصال ہوا۔ وہاں پر ہی آپ کا مزار ہے۔

(7) حضرت بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا

بنت حارث بن ضرار۔ ان کا پہلا نام "برہ" تھا نبی کریم ﷺ نے ان کا نام جویریہ (چھوٹی لڑکی) رکھا۔ ان کا والد قبیلہ بنی مصطلق کا سردار تھا غزوہ مرتسیع میں مسلمانوں کے ہاتھوں قیدیوں میں گرفتار ہوئیں۔ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے

حصہ میں آئیں انہوں نے رقم دیکر آزاد کرنے کی شرط عائد کی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے ان کی رقم دے کر آزاد کرایا ان سے عقد نکاح فرما کر اپنے ازواج مطہرات میں شامل فرمایا۔

یہ بہت عبادت گزار تھیں نماز فجر سے چاشت تک ہمیشہ اپنے وظائف میں مشغول رہتی تھیں۔

وصال

۵۰ھ میں پانچھ سال کی عمر پر وفات پائی مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں امہات المؤمنین کے احاطہ میں مدفون ہوئیں۔

(8) حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

بنت حنی بن اخطب۔ ان کا نام زینب تھا حضور کریم ﷺ نے ان کا نام صفیہ رکھ دیا۔ ان کا والد یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنو نضیر کا رئیس تھا جو غزوہ خیبر میں مارا گیا خیبر کے قیدیوں میں یہ گرفتار ہو کر آئیں۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے خیبر ہی میں ان سے نکاح فرما کر اپنی زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ ۵۰ یا ۵۲ھ میں ساٹھ سال کی عمر پر وفات ہوئیں مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں مدفون بنا۔

(9) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام "ام رومان" ہے۔ یہ شوال المکرم ۲ھ میں کاشانہ نبوت داخل ہوئیں ۹ سال

تک ہمارے حضور پر نور ﷺ کی صحبت بابرکت سے سرفراز رہیں۔ تمام ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں۔ یہ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کو پیاری تھیں۔ آپ کو فرمایا کرتے تھے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی کا نزول نہیں ہوا سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ (بخاری)

فضیلت

علم فقہ اور حدیث میں آپ کا مقام بہت بلند ہے دو ہزار دوسو دس احادیث کی آپ راویہ ہیں۔ ۷۷ھ رمضان المبارک ۵۷ھ شنبہ ۵۷ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک وصیت کے مطابق رات کو جنت البقیع میں آپ کو امہات المؤمنین کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

(10) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام رملہ ہے۔ یہ ابوسفیان کی بیٹی ہیں ایسے وقت میں مسلمان ہوئیں جب ان کا سارا خاندان کفر کی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی میں مصروف تھا اسلام کے بعد انہیں سخت مشکلات کا سامنا ہوا گھر کے ماحول میں ظلم و تشدد تکالیف کا لاقتناہی سلسلہ شروع ہو گیا آخر اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں وہاں جا کر ان کا شوہر مرتد ہو گیا ایسی کڑی مصیبت اور آزمائش کے وقت سیدہ ام حبیبہ صدق دل سے اسلام پر ثابت قدم رہیں اسلام کے خاطر ماں باپ خاندان وطن قربان کیا پھر قریب الوطنی میں شوہر کا سہارا تھا وہ مرتد ہو گیا۔ ایسی صابرہ شاکرہ خاتون کے ساتھ خود حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کرنا تجویز فرمایا یہ نکاح حبشہ میں ہی پڑھا گیا تاکہ ام حبیبہ کی مصیبت کے دن جلد ختم ہو جائیں۔ حضرت ام حبیبہ بہت پاکیزہ ذات حمیدہ صفات کی جامع اور قوی الایمان تھیں۔ آپ ۴۴ھ کو مدینہ منورہ وفات پائی اور جنت

البتح میں امہات المؤمنین کے احاطہ میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوت ج ۲)

(11) حضرت سیدہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ پہلے حضرت حمیس بن خدیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا اور انہیں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے انہیں زخموں کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا۔ ان کی شہادت کے بعد شعبان المعظم ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے عقد میں قبول فرمایا۔ شعبان ۳۵ھ میں ہی ان کا انتقال ہوا مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ طیبہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئیں۔

باندیاں

ازواج مطہرات کے علاوہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی چار باندیاں بھی تھیں۔

(1) حضرت بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

یہ مصر کے بادشاہ مقوقس قبطی نے چند تحائف کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ کی والدہ رومی اور والدہ مصری تھے یہ آپ کی ام الولد تھیں حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ انہیں کے وطن سے پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ کے قریب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے علیحدہ گھر بنوایا تھا آپ ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ان کا وصال ۱۵ یا ۱۶ھ میں ہوا امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(2) حضرت سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا

یہ یہود خاندان بنو قریظہ سے قیدی ہو کر مسلمان ہوئیں۔ اور زندگی بھر حضور ﷺ کی لونڈی بن کر رہیں۔ شاہجہ میں حجتہ الوداع کے بعد فوت ہوئیں۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(3) حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا

یہ ام المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی مملوکہ باندی تھیں انہوں نے سرکار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں بطور بہہ پیش کی یہ کاشانہ اقدس میں ایک باندی خادمہ کی حیثیت سے رہیں۔ (سیرت مصطفیٰ بحوالہ زر قانی ج ۲)

(4) چوتھی باندی کا ذکر بھی بعض سیرت کی کتب میں ملتا ہے مگر ان نام اور حالات نہیں مل سکے۔

اخلاق حسنہ

سیرت طیبہ کے مختصر احوال کے بعد اب ہم اپنے پیارے آقا کریم روف و رحیم ﷺ کے اطوار اور آپ اخلاق حسنہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگی سنوار سکیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں اپنے محبوب کریم ﷺ کے خلق کے متعلق ارشاد فرمایا

”وَأَنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ۔“

”بے شک اے محبوب ﷺ آپ حسن خلق کے عظیم پیکر ہیں۔“ ہمارے حضور ﷺ پاک ﷺ کی عظیم صفات میں سے ایک عظیم صفت حسن اخلاق بھی ہے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب تہذیب میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات حضور ﷺ میں جمع کر دیئے ہیں۔

مقام غور ہے کہ عرب جو دنیا کی وحشی تر قوم تھی جسے کسی تہذیب و تمدن کی ہوائ تک نہیں لگی تھی نہ ان کے سامنے ماضی کی تاریخ تھی اور نہ ہی مستقبل کے اندیشے جن کے پاس تعلیم و تعلم کا کوئی ذریعہ اور سامان نہ تھا۔ اور وحشی قوم کی تربیت آپ نے اپنے حسن اخلاق سے کی کہ چند سالوں میں ان کی کایا پلٹ دی۔ قتل و غارت گری کی جگہ انہوں نے محبت اور ایثار کو اپنا شعار بنالیا۔ حضور اقدس ﷺ کی ذات مبارک نے جس والہانہ محبت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ عالم کا ایک انوکھا اور منفرد باب ہے۔

انداز تبلیغ

ہمارے حضور ﷺ کسی کی طرف ناگواری کے ساتھ نہیں دیکھتے تھے۔ وعظ و تلقین میں کسی خاص فرد کا نام لے کر کوئی بات نہیں کہتے تھے بلکہ عمومی انداز میں نصیحت فرماتے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں کوئی بری بات آپ کو معلوم ہوتی تو مجلس میں اس کا نام لے کر اسے منع نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ یوں کہتے: "اے لوگو! کو خدا جانے کیا ہو گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں اشاروں اور کنیوں میں بری بات سے روک دیتے۔ لیکن کسی فرد کا نام نہ لیتے تھے تاکہ اسے بھری مجلس میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔"

مخلوق خدا سے پیار

ہمارے حضور پر نور ﷺ کا دل ہر وقت خلق خدا کی رہبری و رہنمائی کے لیے ڈھڑکنے لگتا تھا۔ آپ ﷺ کی مخلوق خدا کے ساتھ شفقت و رحمت مثالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شفقت و رحمت کا ذکر اپنے مقدس کلام میں کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ اور آپ کی رحمت ہی کی بدولت لوگ قافلہ در قافلہ آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوتے گئے۔ ذیل میں آپ کی ذات بحیثیت رحمۃ للعالمین کے حوالہ ذکر کرنے کی

سعادت حاصل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

شفقت و رحمت

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (انبیاء۔ پ ۱۷)

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر سارے جہان کے لیے۔"

اس لیے تمام مخلوقات آپ کی رحمت سے بہرہ ور ہے۔ جیسا کہ ذیل کے مختصر

بیان سے واضح ہوگا۔

امت پر شفقت و رحمت

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شان میں یوں فرماتا ہے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بِالْمُؤْمِنِينَ ذَوُّوْا وَفِی رَحْمَتٍ۔ (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ)

ترجمہ:- "البتہ تحقیق تم میں ایک پیغمبر تمہارے پاس آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اس

پر شاق گزرتی ہے۔ اس کو تمہاری ہدایت و صلاح کی حرص ہے۔ وہ ایمان والوں پر

شفقت رکھنے والا اور مہربان ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے اوصاف حمید و میں ذکر

کر دیا کہ امت کی تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے ان کو شب و روز یہی خواہش دامن گیر

ہے کہ امت راہ راست پر آجائے سیرت طیبہ کے مظاہر سے ظاہر ہے کہ آپ نے

امت کی ہدایت کی دعا فرمائی۔ ایمان والوں پر آپ کی شفقت و رحمت ظاہر ہے۔ اسی

واسطے آپ نے کسی مقام پر امت کو فراموش نہیں فرمایا۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتا ہمارے حضور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک میں غم و فکر کے آثار نمایاں ہوتے اور آپ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ جب بارش ہو جاتی تو آپ خوش ہوتے اور حالت غم جاتی رہتی۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ مبادا (قوم عاد کی طرح) یہ عذاب ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا مانگی: ”خدا یا جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی و متصرف بنایا جائے پس وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو اس کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی بنایا جائے۔ پس وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو اس کے ساتھ نرمی فرما۔“

نہ صرف آپ کی رحمت اہل ایمان کے لیے ہے بلکہ آپ کی رحمت کا دائرہ کائنات کے ہر فرد کے لیے محیط ہے۔

کافروں پر رحمت

پہلے امتوں میں نافرمانی پر عذاب الہی ہوتا مگر ہمارے حضور ﷺ کے وجود کی برکت سے کفار عذاب دنیوی سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ”اور خدا ان کو عذاب نہ کرے گا جب تک آپ ان میں ہیں۔“ (انفال: ۳۷) بلکہ عذاب استیصال کفار سے تا قیامت اٹھایا گیا ہے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ شرکین کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت طفیل بن عمرو دوسی کو رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ دوس میں دعوت اسلام

کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا: ”قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا، کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کر دیا۔ آپ ان کی بلاکت کی دعا کریں۔“ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ دعا کرنے لگے ہیں، مگر آپ نے یوں دعا فرمائی:

”خدا یا! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے لا۔“

جب طائف سے محاصرہ اٹھایا گیا، تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں قبیلہ ثقیف کے تیروں نے جلادیا، آپ ان پر بلاکت کی دعا کریں۔ مگر آپ نے یوں دعا فرمائی: ”خدا یا! میری قوم کا یہ گناہ معاف کر دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔“ جب قریش نے ازروئے تکبر و عناد ایمان لانے سے انکار کر دیا تو رحمت کائنات ﷺ نے یوں دعا کی:

”اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریش نے ہڈیاں اور مردار کھائے۔ اس حالت میں ابوسفیان نے حاضر خدمت ہو کر یوں عرض کیا: یا محمد! آپ کی قوم ہلاک ہو گئی اللہ سے دعا کیجیے کہ ان کی مصیبت دور ہو۔ پس حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ مصیبت دور ہو گئی۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

حضرت ثمامہ بن آثال یمامی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا قصہ ہے وہ اسلام لا کر محسن کائنات ﷺ کی اجازت سے عمرہ کے لیے مکہ میں آئے۔ مشرکین میں سے کسی نے ان سے کہا کہ تم ہمارے دین سے برکتہ ہو گئے۔ ثمامہ نے کہا کہ: میں نے دین اسلام جو تمام ادیان سے بہتر ہے اختیار کر لیا ہے۔ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ تم تک نہ پہنچے گا۔ مکہ میں غلہ یمامہ سے آیا کرتا تھا۔ جب یمامہ سے غلہ کی آمد بند ہو گئی تو قریش میں کال پڑ گیا۔ انہوں نے جنگ آ کر صلہ

رحمی کا واسطہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا۔ آپ نے حضرت ثمامہ بنی تویہ کو لکھا کہ یہ بندش اٹھا دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری عہد مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی وہ شرک تھی میں نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ کچھ مانگتی ہے، کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں تو اپنی ماں سے صلہ رحمی کر۔

سرور کائنات ﷺ کا سلوک منافقین کے ساتھ قابل غور ہے یہ لوگ سامنے تو چالوسی کیا کرتے تھے مگر پیچھے پیچھے حضور ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے باوجود علم کے آپ ان کے ساتھ خلق سے پیش آتے۔ ان کے لیے استغفار فرماتے اور ان کے جنازے کی نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا یہ چند باتیں عرض کر دی گئی ہیں ورنہ احادیث میں غیر مسلموں سے شفقت کے واقعات کے مستقل ابواب موجود ہیں۔

عورتوں پر شفقت و رحمت

اسلام سے پہلے یہ صنف نازک بہت درہم آئی کی گہری کھائی میں گری ہوئی اور مردوں کے ظلم و استبداد کا شکار تھی بنی سہیل تھی عرب میں ازدواج کی کوئی حد نہ تھی چنانچہ حضرت غیلان ثقفی رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے پاس دس عورتیں تھیں۔

جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو وراثت میں پاتا وہ خود اس سے شادی کر لیتا یا اپنے بھائی یا قریبی کو شادی کے لیے دے دیتا اور نہ نکاح ثانی سے منع کرتا اسی طرح اور خرابیاں بھی تھیں جن کا ذکر احادیث و تواریخ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

ہندوستان میں کثرت ازدواج اور نیوگ کو جائز سمجھتا تھا شوہر مر جاتا تو بیوہ نکاح ثانی نہ کر سکتی تھی بلکہ اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا وہ شوہر کی چتا میں زندہ جل کر ختم ہو جاتی، اور سستی کا پوتر لقب حاصل کرتی طرفہ یہ کہ ایسا حکم صرف عورتوں ہی کے لیے تھا شوہر عورت کی چتا میں نہ جلتا۔

بعض ملکوں مثلاً تبت میں کثرت ازدواج کا عکس پایا جاتا تھا اگر عورت ایک مرد سے شادی کرتی تو وہ اس مرد کے دوسرے بھائیوں کی بھی زوجہ سمجھی جاتی تھی مجوسیوں کے ہاں بیٹی اور ماں سے بھی نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

دنیا کے کسی مذہب میں والدین یا شوہر کے ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا اور اب تک بھی اسلام کے سوا کسی مذہب نے عورت کو ترکہ میں کسی کا حق دار نہیں ٹھہرایا۔ محسن کائنات ﷺ کی تشریف آوری سے اس مظلوم گروہ کی وہ حق رسی ہوئی کہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی آپ نے عورت کو عزت و احترام کے بارے میں مردوں کے برابر مقام عطا فرمایا اور مذکورہ بالا مفاسد کا انسداد فرمادیا۔

پہلے اسلام سے پہلے کثرت ازدواج کی کوئی حد نہ تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسلام نے اسے بصورت ضرورت چار تک محدود کر دیا اور چار کو بھی شرط عدل پر معلق رکھا۔ انصاف نہ کرنے کی صورت میں صرف ایک عورت رکھنے کا حکم دیا گیا۔ مرد عورت پر حاکم ہے اس لیے رعیت کا تعدد ایک حد تک جائز رکھا گیا مگر حاکم کا تعدد جائز نہیں ہو سکتا اس لیے ایک عورت کے متعدد شوہر نہیں ہو سکتے قرآن مجید میں محرمات کی تفصیل موجود ہے جن میں ماں اور بیٹی داخل ہیں خود کشی خواہ کسی طرح ہو منع ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور نہ ماؤں والو اپنے آپ کو۔“ (نساء: ۱۵)

حسن معاشرت کی تاکید

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَايِشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورہ نسا: ۱۰)

ترجمہ:- عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو۔

اگر عورت سرکشی اختیار کرے تو مرد کو اسے قتل کرنے کا اختیار نہیں بلکہ پہلے اسے سمجھائے۔ نہ سمجھے تو گھر میں اس سے جدا ہو جائے۔ پھر آخری درجہ مارے بھی تو نہ ایسا کہ ضرب شدید نہ پہنچے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

”اور جن عورتوں کی سرکشی کا تم کو ذرہ بھر ان کو نصیحت کرو اور خواب گاہ میں ان کو جدا کرو اور ان کو مارو۔“ (نساء: ۳۴)

ہمارے حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لَا هِلَالَهُ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لَا هِلَالِي۔ (ترمذی داری ابن ماجہ)

”تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے اچھا ہوں۔“

عورتوں کے حقوق

اسلام میں از روئے قرآن وحدیث عورتوں کے حقوق ثابت ہیں۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور عورتوں کا (مردوں پر) حق ہے جیسا کہ (مردوں کا) عورتوں پر ہے۔ ساتھ انصاف کے اور مردوں کو ان پر درجہ (فوقیت) ہے۔“ (بقرہ: ۲۸)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں۔ جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر ہیں ازدواجی زندگی نباہنے کی صورت میں اگر مرد کو طلاق کا حق ہے

تو دوسری طرف عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے۔ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”مردوں کے لیے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی تھوڑا ہوا اس میں سے یا بہت ہو حصہ ہے مقرر کیا ہوا۔“

اس آیت کی رو سے عورتیں اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی وارثت میں حقدار ہیں۔

معلم کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا:

”پس عورتوں کے معاملے میں تم خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو عہد خدا کے ساتھ لیا ہے۔“ (مشکوٰۃ)

ایک روز عورتوں نے آقا دو جہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ: آپ کے ہاں مردوں کا جہوم رہتا ہے آپ ہمارے واسطے ایک خاص دن مقرر فرمائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عورتوں کے لیے ایک دن خاص کر دیا وہ اس دن حاضر خدمت اقدس ہوتیں، آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ (بخاری کتاب العلم)

یتیموں و مساکین و بیوگان پر شفقت و رحمت

یتیموں اور غریبوں پر آپ کی بڑی شفقت تھی۔ حضرت ابو امامہ جونیڈ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص محض رضائے خدا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اس کے لیے ہر بال کے مقابلہ میں جس پر اس کا ہاتھ پھرتا ہے یکیاں ہیں اور جو کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ (جو اس کی کفالت میں ہو) نیکی کرتا ہے! میں اور وہ بہشت میں ان دو انگلیوں (سبابہ و وسطیٰ کو ملا کر اشارہ فرمایا) کی مانند

ہوں گے۔“ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

دل کا علاج

ایک شخص نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ: میرا دل سخت ہے اس کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: ”یقیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔“

بیوگان و مساکین کی خبر گیری کا ثواب آپ ﷺ نے یوں بیان فرمایا: ”بیوگان و مساکین پر خرچ کرنے والا راہِ خدا ”جہاد و حج“ میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی:

”خدا یا! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین موت دے اور قیامت کے دن غریبوں کے گروہ میں میرا حشر کر۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ: یہ دو تہندوں سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے خالی نہ پھیرنا۔ گو آدمی کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھ اور ان کو اپنے سے نزدیک کر خدا تجھے قیامت کے دن اپنے سے نزدیک کرے گا۔“

بچوں پر شفقت و رحمت

سرکارِ دو عالم ﷺ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ بچے آپ ﷺ کی خدمت میں بغرض دعا و تسنیک لائے جاتے تھے۔ ایک روز ام قیس بنت محسن اپنے

فرخوار بچہ کو خدمتِ اقدس میں لائی۔ آپ ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

آپ ﷺ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ اپنے چارے نواسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے، اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، دیکھ کر کہنے لگے کہ: میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ: تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (سیرت رسول عربی)

حضور اکرم ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت مثالی تھی۔ آپ ﷺ بچوں سے بہت زیادہ پیار فرماتے تھے۔ احادیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ بچوں کو گود میں اٹھا لیتے تھے انہیں بوسہ دیتے سواری کے وقت اپنے پیچھے بٹھا لیتے تھے اگر گلی میں آپ کا گزر ہوتا تو بچے آپ ﷺ کے دامن سے لپٹ جاتے تو آپ ﷺ گڑے ہوتے اور ان سے پیار کرتے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازِ ظہر ادا کی فراغت کے بعد آپ ﷺ اپنے دولت کدہ کو تشریف لے گئے میں آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا راستے میں بچے ملے آپ ﷺ نے ہر ایک کے رخساروں پر دستِ شفقت پھیرا اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا میں نے آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ عطار کے صندوقچے سے نکالا تھا۔

بچوں کی بہتر تربیت پر آپ نے بجد تاکید فرماتے ہوئے فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

روای ہیں۔

اَذْبُواْ اَوْلَادَكُمْ ثَلَاثَةً خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِ
وَسَلَاوَةِ الْقُرْآنِ کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ (۱) اپنے نبی کی محبت
(۲) اہل بیت کی محبت (۳) اور تلاوت قرآن۔ (مسند الفروع جامع صغیر)
ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بچے کو اس سے بہتر
نہیں دے سکتا ہے کہ وہ اسے اچھی تعلیم دے۔

حیوانات پر شفقت و رحمت

انسان تو درکنار چوپایوں پر بھی ہمارے سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفقت تھی۔

اونٹ کی فریادری

☆ امام ابو نعیم دہلوی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روای ہیں ایک روز آپ
ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک اونٹ ہے
جب اس اونٹ نے ہمارے حضور ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی دونوں آنکھوں سے
آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا، وہ چپ ہو گیا۔
آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان
نے عرض کیا کہ: یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس جانور کے بارے
میں جس کا اللہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے خدا سے نہیں ڈرتا؟ اس نے میرے پاس
شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔ (بخاری)

ہرنی کی فریادری

امام ابو نعیم حضرت سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روای ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک جنگل سے

گزر ہوا ایک ہرنی نے آپ کو پکارا یا رسول اس پہاڑی میں میرے بچے ہیں مجھے اس
کاری نے قید کر لیا ہے۔ آپ مجھے اپنی ضمانت پر رہا فرمادیں میں اپنے بچوں کو دودھ
پلانے کے واپس آ جاؤں گی آپ نے اسے چھوڑ دیا وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے واپس
آ گئی پھر آپ نے اسے باندھ دیا اتنے میں شکاری جو سوراہا تھا بیدار ہوا وہ آقا نامدار
ﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی کوئی حاجت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس
ہرنی کو آزاد کر دے اس نے آزاد کر دیا ہرنی کلمہ پڑھتی ہوئی جنگل کی طرف روانہ
ہوئی۔ (خصائص کبری ج ۲)

☆ ایک دفعہ گدھے پر آپ کا گزر ہوا جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: لعنت کرے اللہ اس شخص کو جس نے اسے داغ دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: تم اپنے
چوپایوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ وہ
تم کو ایسے شہروں میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر مشقت جان نہ پہنچتے اور تمہارے واسطے
زمین ہلکی۔ پس اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے آداب سفر میں فرمایا ہے کہ: جب فراخ سالی ہو اور گھاس
کثرت ہو تو تم سفر میں دن کو کسی وقت اونٹوں کو چھوڑ دیا کرو تاکہ وہ چر لیں اور جب قحط
سالی ہو تو ان کو تیز چلاؤ تاکہ وہ اچھی حالت میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ
بصورت تاخیر وہ بھوک کے مارے کمزور ہو کر راستے ہی میں رہ جائیں اور جب تم آخر
شب میں کسی جگہ اترو تو راستہ چھوڑ کر ڈیرہ ڈالو کیونکہ رات کے وقت چوپائے اور
حشرات الارض راستوں میں پھرا کرتے ہیں اور کھانے کی گری پڑی چیزیں اور
ہاں وغیرہ جو راستے میں ہوں کھایا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفقت عام تھی آپ نے چوپایوں کو باہم لڑانے، کسی

جانور کو نشانہ بنانے، کسی چوپائے یا جانور کو ہلاک کرنے کے لیے جس کرنے اور حیوان کو مسئلہ کرنے (کان ناک وغیرہ کاٹنے) سے منع فرمادیا۔ (ابوداؤد)

پروندوں اور حشرات الارض پر شفقت و رحمت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہمارا گڈر ایک درخت سے ہوا جس میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ چڑیا آئی اور اترنے کے لیے بازو پھیلانے لگی۔ اسے اس میں ہمارے نبی پاک ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا: اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے دکھ دیا ہے۔ اس کے بچے اسے واپس دے دو۔ (خصائص کبریٰ ج ۲) پھر آپ نے ایک چیونٹیوں کا گھر دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ نے پوچھا اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: جائز نہیں کہ خدا کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے۔ (سیرت رسول عربی) (ف) اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ہر مخلوق کی بولی جان کر اس کی فریادیں فرماتے ہیں۔

ایک روز حضرت عثمان بن حبان رضی اللہ عنہ نے ایک پسوپکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اس پر حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ کے مالک "خدا" کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب نہ دے۔ مزید تفصیل کے لیے فقیر کی تصنیف "شفقت مصطفیٰ ﷺ پر خلقت خدا" کا مطالعہ کریں۔

نباتات و جمادات پر رحمت

سرکارِ دو عالم ﷺ کی رحمت سے جمادات و نباتات کو بھی حصہ ملا ہے۔ آپ

اللہ کی بعثت سے زمین شرک و کفر کی نجاست سے پاک ہوئی اور نور ایمان چاروں طرف پھیل گیا۔ مسجدیں تعمیر ہونے لگیں اور اذان میں اللہ اور اس کے رسول کا نام پکارا جانے لگا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آسمان پر شیاطین کا جانا بند ہو گیا۔ جب بارش بند ہوتی تو لوگ ہمارے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے اور وہ مستجاب ہو جاتی یا آپ خود دعا فرمایا کرتے اور بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔ جس سے مردہ زمین پھر سے زندہ ہو جاتی اور نباتات اُگتے۔

غرض سرکارِ ﷺ کی رحمت سے دونوں عالم کو حصہ پہنچا ہے۔ انسان کے علاوہ نباتات بھی آپ کی دعوت سے دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ فرشتے آپ پر درود بھیجنے کے سبب موردِ رحمت الہی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ حدیث مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

ہمارے پیارے حضور کریم ﷺ کی پیاری عادات

باوجود سرور کائنات و فخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین ہمارے حضور ﷺ سب سے بڑھ کر متواضع تھے۔ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ بارگاہِ الہی سے ایک فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ: آپ کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے کہ: اگر آپ چاہیں تو پیغمبری کے ساتھ بندگی و فقر اختیار کریں۔ اور اگر چاہیں تو بہت کے ساتھ بادشاہت اور امیری لے لیں۔ آپ ﷺ نے پیغمبری کے ساتھ بندگی کو پسند فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ﷺ لگ کر کھانا نہ کھاتے اور فرماتے: میں کھانا کھاتا ہوں جیسے بندہ کھایا کرتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھا کرتا ہے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ و خدام اور اصحاب سے نہایت تواضع سے پیش آ کر اپنے دولت خانہ میں اہل خانہ کے ساتھ گھر یلو امور میں ہاتھ بناتے تھے۔ آپ نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

خوش اخلاقی

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال آپ کی خدمت میں رہے اس عرصہ میں آپ کی خوش خلقی کا عالم یہ تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہ فرمایا اور نہ کبھی یوں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہ کیا۔ خدام سے خوش خلقی کا عالم یہ تھا کہ ”مشکوٰۃ شریف“ میں ہے کہ جب آپ نماز فجر سے فارغ ہوتے تو اہل مدینہ کے خدام پانی کے برتن لیکر حاضر ہوتے آپ اپنا مبارک ہاتھ لگاتے تاکہ ان کو شفاء اور برکت نصیب ہو۔ آپ بیواؤں اور غرباء و مساکین کے ساتھ چلتے اور ان کی ضروریات پوری فرماتے۔ مدینہ منورہ کے مسکین اور نادار لوگوں کی آپ ﷺ مدد فرماتے بیماروں کی آپ ﷺ عیادت فرماتے جنازے کے پیچھے چلتے غلاموں کی دعوت قبول فرماتے۔ ہر آنے والے سے آپ کی خوش خلقی مثالی تھی چنانچہ جب کوئی آپ ﷺ سے ملنے آتا تو آپ ﷺ اس کا اکرام فرماتے یہاں تک کہ بعض اوقات اپنی چادر اس کے لیے بچھا دیتے جب آپ ﷺ کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے جب مصافحہ فرماتے اپنا ہاتھ مبارک نہ ہٹاتے جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ ہٹاتا اور آپ ﷺ اپنا چہرہ اقدس نہ پھیرتے یہاں تک وہ اپنا منہ پھیر لیتا۔ آپ ﷺ بیماروں کی عیادت فرماتے جنازے کے پیچھے چلتے۔ غلاموں کی دعوت قبول فرماتے، دراز گوش پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے اوروں کو بٹھا لیتے۔ چنانچہ بنی قریظہ کی لڑائی کے دن آپ دراز گوش پر سوار تھے۔ جس کی مہار اور پالان کھجور کی

بھال کا تھا۔

حجۃ الوداع میں جس کجاوے پر آپ سوار تھے جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو ارادے تواضع سر مبارک کو اس قدر جھکا لیا کہ کجاوے سے آگیا۔

آپ اپنے نعلین مبارک کو خود پیوند لگا لیتے۔ اپنے کپڑے خودی لیتے۔ اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اس کا اکرام فرماتے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اپنی چادر مبارک اس کے لیے بچھا دیتے۔ جب آپ ﷺ کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے۔ جب مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ نہ ہٹاتے جب تک دوسرا شخص نہ ہٹاتا اور اس سے اپنا روئے مبارک نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ پھیر لیتا۔ آپ ﷺ اپنے زانو اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر نہ بیٹھا کرتے۔

ایک دفعہ نجاشی شاہ حبشہ کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے بذات خود ان کی مہمان نوازی فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ہم آپ ﷺ کی طرف سے خدمت کے لیے کافی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: انہوں نے اپنے ملک میں ہمارے اصحاب کا اکرام کیا تھا: اس لیے مجھے یہی پسند ہے کہ اس اکرام کا بدلہ میں خود دوں۔

خوش طبعی

سرکارِ دو عالم ﷺ امت کی دل جوئی کے لیے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک چھوٹا خیانی بھائی تھا۔ وہ جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آتا تو اس کے ہاتھ میں ایک چیز یا (موالا) ہوتی۔ جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ چیز یا مرغی۔ اس کے بعد جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آتا تو آپ ﷺ خوش طبعی کے طور پر فرماتے: ”یا ابا عنصیر ما فعل النعیر“ یعنی اے ابو عنصیر!

وہ چڑیا کہاں گئی۔

اس تبسم کی عادت یہ لاکھوں سلام

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ خوش رہتے اور مسکراہٹ آپ کے لبوں پر کھیلتی رہتی آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھل مل کر رہتے اور ساتھیوں کی باتوں پر خوش ہوتے۔ ہمارے اوقات اس حد تک مسکراتے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آنے لگتے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ کو دیکھ دیکھ کر مسکراتے۔

ایک بار حضور ﷺ کی مجلس میں ایک دیہاتی آیا۔ صحابہ نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر غم و الم کے آثار ہیں اس دیہاتی نے آپ ﷺ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے روک لیا کہ اس وقت حضور ﷺ سے سوال مت کر دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بلا کر لاؤ۔ قسم اس ذات کی کہ جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا میں اس شخص کو اس وقت تک نہیں جانے دوں گا جب تک کہ اس کے چہرہ پر مسکراہٹ نہ آ جائے۔ (اس طرح کے واقعات فقیر کی کتاب "عجائب و غرائب" میں ملاحظہ کریں)

صبر و شکر

ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ فصائل و محامد معجزات اور اخلاق حسنہ کے لحاظ سے سید المرسلین ہیں تو صبر و شکر کے لحاظ سے بھی تمام انبیاء و مرسلین میں اعلیٰ اور فائق ہیں آپ کی پوری زندگی صبر و شکر کا کامل ترین نمونہ تھی۔ آپ ہمہ وقت صبر کے ساتھ ذکر و شکر میں مشغول رہتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام کو حیرت ہوتی تھی۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی یہ حالت تھی کہ رات کو کثرت قیام سے آپ کے پاؤں مبارک سو ج جاتے

میں نے ایک مرتبہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو تو خداوند کریم نے تمام گناہوں سے معصوم فرمایا ہے پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟" آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں صبر کا پہلو بھی بڑا نمایاں ہے آپ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا اور دعوت حق کا آغاز کیا تو تمام عرب آپ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دشمنان اسلام نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو ہر قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دینا شروع کیں۔ قدم قدم پر مشکلات پیش آئیں لیکن آپ ﷺ اپنے مقصد میں صبر و استقامت کے ساتھ بڑھتے رہے اور مشن کو جاری رکھا۔ مکی زندگی میں قریش مکہ نے ہر قسم کی گستاخی کی ہر نوع کی تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پریشانی کو دور کرنے اور تسلی کے لیے قرآن پاک میں فرمایا:

اے محبوب اپنے پروردگار کے فیصلہ کے لیے صبر کے ساتھ منتظر رہیں کیونکہ آپ ہماری نظر رحمت کے سامنے ہیں۔ (طور)

حضور اکرم ﷺ ہر اُپا صبر و استقامت تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صبر میرا لباس ہے۔ یعنی صبر میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔

زہد

یہ وصف بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات مبارک میں کمال درجے کا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کے آگے بکری کا بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا تھا، انہوں نے آپ کو شریک طعام ہونے کے لیے بلایا مگر آپ نے یہ فرما کر انکار کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ نبیؐ فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ کے اہل بیت کبھی لگاتار دو روز جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: نبی ﷺ نے کبھی خوان پر کھانا نہ کھایا اور نہ باریک روٹی تناول فرمائی۔

حضور اقدس ﷺ سے دولت خانہ میں بعض دفعہ دودھ پینے آگ روشن نہ ہوا کرتی تھی اور صرف پانی اور چھواروں پر گزارہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات آپ بھوک کی شدت سے پیٹ پر ہتھ باندھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: ایک روز ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر ایک ایک ہتھ باندھا دکھایا۔ پس آپ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پر دو ہتھ بندھے دکھائے۔

یاد رہے

یہ زہدانہ گذراوقات اختیاری تھا ورنہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ اے محبوب اگر آپ چاہیں تو میں مکہ کے پہاڑ سونے کے بنا دوں وہ آپ ﷺ کے ہمراہ چلتے رہیں اور آپ ﷺ ان کو جس طرح چاہیں خرچ فرماتے رہیں مگر آپ ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ الہی میں عرض کی کہ اے میرے اللہ مجھے یہی زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں تاکہ بھوک کے دن خوب گزر کر تجھ سے دعا مانگو اور آسودگی کے دن تیری حمد کروں اور شکر بجالاؤں۔

(سیرت مصطفیٰ ﷺ)

سخاوت و ایثار

جو حقیقی یہ ہے کہ بغیر غرض و عوض کے ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جس نے بغیر کسی غرض و عوض کے تمام ظاہری و باطنی نعمتیں اور تمام حسی و عقلی کمالات خلائق کو عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اجود الوجودین (کائنات میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے) اس کے حبیب پاک ﷺ ہیں۔

ایک دفعہ ایک سائل آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرے۔ جب ہمارے پاس کچھ آجایگا ہم اسے ادا کر دیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ بات آپ کو پسند نہ آئے۔ انصار میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ! عطاء کیجیے اور عرش کے مالک سے قلیل کا خوف نہ کیجیے یہ سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے روئے مبارک پر تازگی و خوشحالی پائی گئی فرمایا: اسی کا امر کیا گیا ہے۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ ﷺ کی سخاوت کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ اجود الناس کفأً۔ (ابن سعد، جلد ۱)

محبوب خدا ﷺ کا دست مبارک سب سے زیادہ نخی تھا۔

واقعہ اس کائنات ہست و بود میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی نخی نہیں، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق فقراء، مساکین، بیگان اور محتاجوں پر جس طرح خرچ فرمایا، اس کی مثال نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی ہی واحد ہستی ہے جس کی زبان پر کسی سائل کے سوال پر لا (نہیں) کبھی نہیں آیا۔

سخاوت کا کیا کہنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی سخاوت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

ما سئل رسول اللہ ﷺ قط فقال لا۔ (رواہ مسلم)

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کسی نے مانگا ہو تو آپ ﷺ نے انکار فرمایا ہو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

”نہیں“ سنا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دشمن بھی مان گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ خدمت میں صفوان بن امیہ نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں دے دیں۔ وہ واپس اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ، محمد ﷺ اتنی عطا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے فقر کی فکر ہی نہیں۔

حضرت سعید بن مسیب، صفوان بن امیہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں:

لقد اعطانی رسول اللہ ﷺ ما اعطانی وانه لا بغض الناس الی لما

برح یعطینی اہ لا حب الناس الی۔

یعنی، مجھے حضور ﷺ نے خوب عطا فرمایا، آپ ﷺ کی ذات مجھے نہایت ہی ناپسند تھی مگر آپ ﷺ نے مجھے اتنا عطا فرمایا کہ مجھے آپ ﷺ تمام لوگوں سے محبوب ہو گئے۔

یہ سارے واقعات اگر ہمارے بچوں کے حافظہ میں محفوظ رہ جائیں تو یقیناً ان

کے دلوں میں رحمت و محبت کے جذبات پیدا کریں گے اور ان کا شمار ان رحم کرنے والوں میں سے ہوگا جن پر رحمت و کرم کرتا ہے اور ایسے ہی ان کے دلوں میں بھی رحمت ﷺ کی محبت بھی اجاگر کر دیں گے اور وہ آپ ﷺ کی پیروی کریں گے اور آپ ﷺ کے خصال، خوبیوں اور کمالات سے واقفیت ہی ہماری اولاد میں محبت رسول ﷺ میں اضافے کا باعث بنے گی اور اس طرح ہمارے بچے سیرت طیبہ کو مضبوطی سے تھام لیں گے۔

جی تو چاہتا ہے کہ اس موضوع کو بڑھاتا جاؤں مگر چونکہ یہ مختصر رسالہ بچوں کے لیے ترتیب دیا ہے تاکہ ہمارے بچے باسانی اس محفوظ کر کے یاد کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر کی یہ کاوش قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

ہذا آخر ما رقمہ قلم مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

☆☆☆

فقیر محمد فیاض احمد اویسی رضوی کو

اس مسودہ کی ترتیب کی سعادت نصیب ہوئی

۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بجے شب بدھ

